بسم اللہ الرّحمٰن الرّحیم — نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم — وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود

جلد 49 — وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ — شمارہ 9

ہفت روزہ
بدر
قادیان

The Weekly BADR Qadian

ایڈیٹر
منیر احمد خادم

نائبین
قریشی محمد فضل اللہ
منصور احمد

شرح چندہ
سالانہ 150 روپے
بیرونی ممالک
بذریعہ ہوائی ڈاک
20 پونڈ یا 40 ڈالر
امریکن۔ بذریعہ
بحری ڈاک
10 پونڈ

24/ ذیقعدہ 1420 ہجری 2/ امان 1379 ہش 2 مارچ 2000

Postal Reg. NO : PB/1023/99

Mr. Er. M. Salam,
Depty.Chief (Engg.)
R.E.C.Project Office,
RYTHE ESTATE, UPPER KAITHU,
SHIMLA - 171 003 (H.P.)

لندن۔ 19/ فروری 2000 (ایم ٹی اے انٹرنیشنل) سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اللہ تعالیٰ کے فضل سے بخیر و عافیت ہیں۔ الحمد للہ۔

کل حضور نے مسجد فضل میں خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا اور صلہ رحمی کے متعلق قرآن و حدیث کی روشنی میں بصیرت افروز روشنی ڈالی۔

پیارے آقا کی صحت و سلامتی درازی عمر مقاصد عالیہ میں فائز المرامی اور خصوصی حفاظت کیلئے احباب کرام دعائیں جاری رکھیں۔ اللّٰھم اید امامنا بروح القدس وبارک لنا فی عمرہ وامرہ۔

بعض ناسمجھ جو اسلام پر جہاد کا الزام لگاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ سب لوگ جبراً تلوار سے مسلمان کئے گئے تھے

افسوس ہزار افسوس کہ وہ اپنی بے انصافی اور حق پوشی میں حد سے گذر گئے ہیں

(ارشادات عالیہ سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود و مہدیٔ معہود علیہ السلام)

پہلا مقصد آنحضرت ﷺ کا عرب کی اصلاح تھی۔ اور عرب کا ملک اُس زمانہ میں ایسی حالت میں تھا کہ بمشکل کہہ سکتے ہیں کہ وہ انسان تھے۔ کونسی بدی تھی جو اُن میں نہ تھی۔ اور کونسا شرک تھا جو اُن میں رائج نہ تھا۔ چوری کرنا ڈاکہ مارنا اُن کا کام تھا۔ اور ناحق کا خون کرنا اُن کے نزدیک ایک ایسا معمولی کام تھا جیسا کہ ایک چیونٹی کو پیروں کے نیچے کچل دیا جائے۔ بچوں کو قتل کر کے اُن کا مال کھا لیتے تھے۔ لڑکیوں کو زندہ بگور کرتے تھے۔ زناکاری کے ساتھ فخر کرتے اور علانیہ اپنے قصیدوں میں اُن گندی باتوں کا ذکر کرتے تھے۔ شراب خوری اس قوم میں اِس کثرت سے تھی کہ کوئی گھر بھی شراب سے خالی نہ تھا۔ اور قمار بازی میں سب ملکوں سے آگے بڑھے ہوئے تھے۔ حیوانوں کی عار تھی۔ اور سانپوں اور بھیڑیوں کی ننگ۔

پھر جب ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم ان کی اصلاح کے لئے کھڑے ہوئے اور اپنی باطنی توجہ سے اُن کے دلوں کو صاف کرنا چاہا۔ تو اُن میں تھوڑے ہی دنوں میں ایسی تبدیلی پیدا ہو گئی کہ وہ وحشیانہ حالت سے انسان بنے اور پھر انسان سے مہذب انسان۔ اور مہذب انسان سے باخدا انسان۔ اور آخر خدا تعالیٰ کی محبت میں ایسے محو ہو گئے کہ انہوں نے ایک بے حس عضو کی طرح ہر ایک دُکھ کو برداشت کیا۔ وہ انواع اقسام کی تکالیف سے عذاب دیئے گئے۔ اور سخت بے دردی سے تازیانوں سے مارے گئے اور جلتی ہوئی ریت میں لٹائے گئے۔ اور قید کئے گئے اور بھوکے پیاسے رکھ کر ہلاکت تک پہنچائے گئے۔ مگر انہوں نے ہر ایک مصیبت کے وقت آگے قدم رکھا۔ اور بہتیرے اُن میں ایسے تھے کہ اُن کے سامنے اُن کے بچے قتل کئے گئے۔ اور بہتیرے ایسے تھے کہ بچوں کے سامنے وہ سولی دیئے گئے۔ اور جس صدق سے انہوں نے خدا کی راہ میں جانیں دیں اُس کا تصور کر کے رونا آتا ہے۔ اگر ان کے دلوں پر یہ خدا کا تصرف اور اُس کے نبی کی توجہ کا اثر نہ تھا تو پھر وہ کیا چیز تھی جس نے اُن کو اسلام کی طرف کھینچ لیا۔ اور ایک فوق العادت تبدیلی پیدا کر کے اُن کو ایسے شخص کے آستانہ پر گرنے کی رغبت دی کہ جو بیکس اور مسکین اور بے زری کی حالت میں مکہ کی گلیوں میں اکیلا اور تنہا پھرتا تھا۔ آخر کوئی روحانی طاقت تھی جو اُن کو سفلی مقام سے اُٹھا کر اُوپر کو لے گئی۔ اور عجیب تر بات یہ ہے کہ اکثر اُن کے اُنکی کفر کی حالت میں آنحضرت ﷺ کے جانی دشمن اور آنجناب کے خون کے پیاسے تھے۔ پس میں تو اس سے بڑھ کر کوئی معجزہ نہیں سمجھتا کہ کیونکر ایک غریب مفلس بیکس نے ان کے دلوں کو ہر یک کینہ سے پاک کر کے اپنی طرف کھینچ لیا۔ یہاں تک کہ وہ فخریہ لباس پھینک کر اور ٹاٹ پہن کر خدمت میں حاضر ہو گئے۔

بعض ناسمجھ جو اسلام پر جہاد کا الزام لگاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ سب لوگ جبراً تلوار سے مسلمان کئے گئے تھے۔ افسوس ہزار افسوس کہ وہ اپنی بے انصافی اور حق پوشی میں حد سے گزر گئے ہیں ہائے افسوس ان کو کیا ہو گیا وہ عمداً صحیح واقعات سے منہ پھیر لیتے ہیں۔ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم عرب کے ملک میں ایک بادشاہ کی حیثیت سے ظہور فرما نہیں ہوئے تھے۔ تا یہ گمان کیا جاتا کہ چونکہ وہ بادشاہی جبروت اور شوکت اپنے ساتھ رکھتے تھے اس لئے لوگ جان بچانے کیلئے اُن کے جھنڈے کے نیچے آ گئے تھے۔

پس سوال تو یہ ہے کہ جب کہ آپ کیلئے اپنی غریبی اور مسکینی اور تنہائی کی حالت میں خدا کی توحید اور اپنی نبوت کے بارے میں منادی شروع کی تھی تو اُس وقت کس تلوار کے خوف سے لوگ آپؐ پر ایمان لے آئے تھے۔ اور اگر ایمان نہیں لائے تھے تو پھر جبر کرنے کیلئے بادشاہ سے کوئی لشکر مانگا گیا تھا۔ اور مدد طلب کی گئی تھی۔ اے حق کے طالبو! تم یقیناً سمجھو کہ یہ سب باتیں اُن لوگوں کی افترا ہیں جو اسلام کے سخت دشمن ہیں۔ تاریخ کو دیکھو کہ آنحضرت ﷺ وہی ایک یتیم لڑکا تھا جس کا باپ پیدائش سے چند دن بعد ہی فوت ہو گیا۔ اور ماں صرف چند ماہ کا بچہ چھوڑ کر مر گئی تھی۔ تب وہ بچہ جس کے ساتھ خدا کا ہاتھ تھا بغیر کسی کے سہارے کے خدا کی پناہ میں پرورش پاتا رہا۔ اور اس مصیبت اور یتیمی کے ایام میں بعض لوگوں کی بکریاں بھی چرائیں۔ اور بجز خدا کے کوئی متکفل نہ تھا۔ اور پچیس برس تک پہنچ کر بھی کسی چچا نے بھی آپ کو اپنی لڑکی نہ دی۔ کیونکہ جیسا کہ بظاہر نظر آتا تھا۔ آپ اِس لائق نہ تھے کہ خانہ داری کے اخراجات کے متحمل ہو سکیں۔ اور نیز محض اُمّی تھے۔ اور کوئی حرفہ اور پیشہ نہیں جانتے تھے۔ پھر جب آپؐ چالیس برس کے سن تک پہنچے تو یک دفعہ آپ کا دل خدا کی طرف کھینچا گیا، ایک غار مکہ سے چند میل کے فاصلہ پر ہے جس کا نام حرا ہے آپ اکیلے وہاں جاتے اور غار کے اندر چھپ جاتے اور اپنے خدا کو یاد کرتے ایک دن اُسی غار میں آپ پوشیدہ طور پر عبادت کر رہے تھے۔ تب خدا تعالیٰ آپ پر ظاہر ہوا۔ اور آپ کو حکم ہوا کہ دنیا نے خدا کی راہ کو چھوڑ دیا ہے۔ اور زمین گناہ سے آلودہ ہو گئی ہے۔ اس لئے میں تجھے اپنا رسول بنا کر بھیجتا ہوں۔ اب تو اور لوگوں کو متنبہ کر کہ وہ عذاب سے پہلے خدا کی طرف رجوع کریں۔ اس حکم کے سننے سے آپ ڈرے کہ میں ایک اُمّی یعنی ناخواندہ آدمی ہوں۔ اور عرض کیا کہ میں پڑھنا نہیں جانتا۔ تب خدا نے آپ کے سینہ میں تمام روحانی علم بھر دیئے اور آپ کے دل کو روشن کیا تھا۔ آپ کی قوت قدسیہ کی تاثیر سے غریب اور عاجز لوگ آپ کے حلقہ اطاعت میں آنے شروع ہو گئے۔ اور جو بڑے بڑے آدمی تھے انہوں نے دشمنی پر کمر باندھ لی۔ یہاں تک کہ آخر کار آپ کو قتل کرنا چاہا۔ اور کئی مرد اور کئی عورتیں بڑے عذاب کے ساتھ قتل کر دیئے گئے۔ اور آخری حملہ یہ کیا کہ آنحضرت ﷺ کو قتل کرنے کیلئے آپ کے گھر کا محاصرہ کر لیا۔ مگر جس کو خدا بچاوے اُس کو کون مارے۔ خدا نے آپ کو اپنی وحی سے اطلاع دی کہ آپ اس شہر سے نکل جاؤ۔ اور میں ہر قدم میں تمہارے ساتھ ہوں گا۔ پس آپ شہر مکہ سے ابو بکرؓ کو ساتھ لیکر نکل آئے۔ اور تین رات تک غار ثور میں چھپے رہے۔ دشمنوں نے تعاقب کیا۔ اور ایک سراغرسان کو لے کر غار تک پہنچے۔ اُس شخص نے غار تک قدم کا نشان پہنچا دیا۔ اور کہا کہ اس غار میں تلاش کرو۔ اس کے آگے قدم نہیں اور اگر اس کے آگے گیا ہے تو پھر آسمان پر چڑھ گیا ہو گا۔ مگر خدا کی قدرت کے عجائبات کی کون حد بست کر سکتا ہے خدا نے ایک ہی رات میں یہ قدرت نمائی کی کہ عنکبوت نے اپنی جالی سے غار کا تمام منہ بند کر دیا۔ اور ایک کبوتری نے غار کے منہ پر گھونسلہ بنا کر انڈے دے دیئے اور جب سراغرسان نے لوگوں کو غار کے اندر جانے کی ترغیب دی۔ تو ایک بڈھا آدمی بولا۔ کہ یہ سراغرسان تو پاگل ہو گیا ہے۔ میں تو اس جالی کو غار کے منہ پر اُس زمانہ سے دیکھ رہا ہوں جب کہ محمد (ﷺ) ابھی پیدا ہی نہیں ہوا تھا۔ اس بات کو سن کر سب لوگ منتشر ہو گئے۔ اور غار کا خیال چھوڑ دیا۔

اس کے بعد آنحضرت ﷺ پوشیدہ طور پر مدینہ میں پہنچے۔ اور مدینہ کے اکثر لوگوں نے آپ کو قبول کر لیا۔ اس پر مکہ والوں کا غضب بھڑکا اور افسوس کیا کہ ہمارا شکار ہمارے ہاتھ سے نکل گیا اور پھر کیا تھا۔ دن

باقی صفحہ (11) پر ملاحظہ فرمائیں

منیر احمد حافظ آبادی ایم۔اے پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر آفسیٹ پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائٹر نگران بدر بورڈ قادیان

مذہبی معلومات کی کمی یا عمداً شرارت؟

حال ہی میں ملک کے بعض اخبارات میں سابق ڈائریکٹر سی بی آئی مسٹر جوگندر سنگھ کا ایک مضمون بعنوان "اجتماعی تبدیلی مذہب یقیناً ملک کیلئے باعث تشویش ہونا چاہئے" شائع ہوا ہے۔

موصوف کے مضمون کا خلاصہ یہ ہے کہ:۔

۱۔ کافروں ناستکوں کے ساتھ پیغمبر محمد صاحب کی جنگوں سے اسلام کا آغاز ہوا۔

۲۔ تمام پیغمبر راہنمائی کرتے رہے ہیں لیکن ان کے الفاظ کو تحریری طور پر کتابی شکل دے کر اس کو خدائی ماننا مناسب نہیں۔

۳۔ اکثریتی ہندو مذہب ہمیشہ برداشت کرنے والا رہا ہے ہندو اور سکھ دھرم اعتدال پسند رہے ہیں ان مذاہب نے کبھی تبدیلی مذہب نہیں کیا۔ وغیرہ وغیرہ۔

۴۔ اسلام اور عیسائیت کے ہندوستان میں آنے کے بعد ہی مذاہب کے تشدد یا لالچ کے نتیجہ میں ہی اس (اجتماعی تبدیلی مذہب) رجحان نے زور پکڑا ہے۔

۵۔ لہٰذا اجتماعی تبدیلی مذہب ملک کیلئے تشویش کی بات ہے مندرجہ بالا تمام اُمور جو مذکورہ مضمون میں بیان ہوئے ہیں اس امر کی وضاحت کیلئے کافی ہیں کہ مضمون نگار مذہبی معلومات کے لحاظ سے یا تو طفل مکتب ہے اور یا پھر تعصب کی بنا پر ان باتوں کو بیان کر رہا ہے مثال کے طور پر مضمون نگار نے یہ کہا کہ اسلام کا آغاز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ان جنگوں سے ہوا جو آپ نے کافروں اور ناستکوں سے کیں موصوف نے یہ بات غلط اور تاریخ کو مسخ کرنے والی بات کی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ میں ۶۱۰ء میں اللہ کی طرف سے پیغمبر ہونے کا دعویٰ فرمایا تھا آپ نے شرک اور بت پرستی کا کھنڈن کرتے ہوئے ایک خدا کی تعلیم دی تھی اس وقت آپ بالکل اکیلے تھے، یتیم تھے، بے کس تھے، بے طاقت تھے، اُمی تھے لیکن خدا کے پیغام کو بے دھڑک ہو کر آپ نے اہل دنیا کے سامنے رکھ دیا۔ آپ کا یہ الٰہی پیغام اہل مکہ کو پسند نہیں آیا۔ وہ اہل مکہ جو خود کو نہ صرف اس دور کے مذہبی ٹھیکیدار سمجھتے تھے بلکہ اثر ورسوخ والے اکثریت پر ان کا دبدبہ تھا اور جو مال و دولت اور طاقت کے نشے میں چور تھے۔ انہوں نے آپ کی آواز کو دبانے کی حتی المقدور کوشش کی چنانچہ آپ پر اور آپ کی روحانی آواز پر ایمان لانے والے مٹھی بھر مسلمانوں پر انسانیت سوز مظالم کا وحشیانہ اور دردناک سلسلہ شروع کر دیا جو مکہ میں تیرہ سال تک روز بروز بڑھتا گیا پھر آپ مکہ سے اڑھائی سو میل کے فاصلہ پر مدینہ شہر کی طرف ہجرت کر گئے لیکن آپ کے مخالف مدینہ تک آپ کا پیچھا کرتے ہوئے آئے اور آپ پر اور آپ کے معصوم صحابہ پر اپنے لاؤ لشکر سمیت حملہ آور ہوئے چنانچہ مسلمانوں کو بھی مجبور ہو کر باوجود کمزوری اور ناطاقتی کے مدافعانہ جنگ لڑنی پڑی مگر خدائے ذوالجلال نے ان مظلوموں کو جو لڑنے نہیں بلکہ مرنے کیلئے جنگ کر رہے تھے باوجود کمزور ہونے کے فتح دی۔ اس فتح پر مخالف مزید آگ بگولہ ہو گئے اور پھر مزید جنگوں کے بعد بالآخر ان کے حوصلے پست ہو گئے اور آنحضرت ﷺ کو اللہ نے ظالم اہل مکہ پر فتح عطا فرمائی اور تاریخ شاہد ہے کہ آپ نے مکہ فتح کرنے پر تمام ظالموں کو جن میں آپ کے اور آپ کے صحابہ کے خون کے پیاسے بھی شامل تھے معاف فرما دیا کسی سے بدلہ نہ لیا۔ تمام کافروں کو ان کے مذہب میں امن کے ساتھ رہتے ہوئے چھوڑ دیا کسی کا مذہب زبردستی نہیں بدلوایا۔

مشہور برطانوی مورخ سٹینلے لین پول اس عظیم تاریخی واقعہ کا ذکر کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ:۔

"The day of Muhammed's greatest triumph over his enemies was aslo the day of his greatest victory over himself. He frelly forgave the Koreysh all the years of sorrow and cruel scorn in which they had inflicted him and gave amnesty to the whole population of Makkah.

یعنی (حضرت) محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا اپنے دشمنوں پر عظیم فتح کا دن ان کی خود پر ایک عظیم فتح کا دن تھا انہوں نے قریش کے ان تمام مظالم کو یکسر معاف فرما دیا تھا جو انہوں نے کئی سال تک آپ پر اور مکہ کے تمام مسلمانوں پر ڈھائے تھے۔

(بحوالہ مشہور برطانوی مورخ آرنلڈ ٹائن بی کا تعاقب مؤلفہ شیخ مبارک احمد صفحہ ۱۹)

تمام تاریخی حقائق کے باوجود اگر یہ کہا جائے کہ کافروں اور ناستکوں کے ساتھ پیغمبر محمد صاحب کی جنگوں سے اسلام کا آغاز ہوا ہے تو یہ بات کس قدر غلط اور شر انگیز کہلائے گی۔ ایک انصاف پسند غیر مسلم کا حوالہ ملاحظہ فرمایئے جو ممکن ہے اسلام کے متعصبین کی آنکھیں کھولنے کیلئے کافی ہو۔ پروفیسر کے راما کرشنا راؤ اپنی کتاب "دنیا کا سب سے عظیم انسان" میں لکھتے ہیں۔

"مکہ وہ شہر تھا جس نے آپ (حضرت محمد ﷺ) کے پیغام کو قبول کرنے سے انکار کر دیا تھا وہ شہر جس نے آپ کو اور مسلمانوں کو ایذا پہنچایا تھا وہ شہر جس نے آپ کو اور آپ کے متبعین کو جلاوطنی پر مجبور کر دیا تھا وہ شہر جس نے سنگدلی سے آپ کی ایذا رسانی کی اور آپ کا بائیکاٹ کیا جبکہ آپ دو سو میل دور شہر (مدینہ) میں پناہ لے چکے تھے۔ اب یہ شہر شکست کھا کر آپ کے قدموں میں گر گیا تھا جنگ کے اصولوں کے مطابق آپ اپنے پر ہونے والے تمام مظالم کا بدلہ لے سکتے تھے مگر دیکھیں آپ نے اس شہر کے مکینوں سے کیا سلوک کیا؟ آپ کا دل محبت کے جذبات میں ڈوب گیا اور آپ نے منادی کی "آج کے روز تم لوگوں کے خلاف کوئی فرد جرم عائد نہیں ہوگی اور اے تمام لوگو تم آج آزاد ہو آپ نے مزید فرمایا میں آج انسان اور انسان کے درمیان ہر قسم کی تمیز اور ہر قسم کی نفرت کو اپنے پاؤں تلے روندتا ہوں۔

سیلف ڈیفنس میں جنگ کرنے کی اجازت کی ایک بڑی وجہ یہ تھی تا لوگ آپس میں متحد ہو جائیں جب یہ مقصد پورا ہو گیا تو آپ نے سخت سے سخت دشمن کو بھی معاف کر دیا حتی کہ ایسے لوگ جنہوں نے آپ کے محبوب چچا حمزہ کو قتل کیا تھا ان کے مردہ جسم کو مسخ کیا پھر چاک کر کے ان کے جگر کو چبایا تھا"۔

(دنیا کا سب سے عظیم انسان مصنفہ پروفیسر کے ایس راما کرشنا راؤ صفحہ ۵)

مضمون نگار نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دراصل ایک ظالم کی حیثیت سے ثابت کرنے کیلئے اور اسلام کو ایک تشدد پسند مذہب بتانے کیلئے لکھا ہے کہ اسلام کا آغاز ہی پیغمبر محمد ﷺ کی جنگوں سے ہوا۔ حالانکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام زندگی ایک کھلی کتاب کی طرح ہے آپ ایک نہایت رحمدل شفیق ملنسار۔ مساوات قائم کرنے والے اور رواداری کے عدیم المثال نمونے پیش فرمانے والے انسان کامل تھے۔ آپ کی محبت و ہمدردی تو یہاں تک تھی کہ آپ نے جانوروں اور کیڑوں مکوڑوں تک کو بھی اپنی محبت سے خالی نہیں رہنے دیا۔

انسانوں کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم تھی کہ الخلق عیال اللہ فاحبُ المخلق الی اللّٰه من احسَنَ الی عیاله۔ (مشکوٰۃ کتاب الاداب باب الشفقة والرحمة علی الخلق)

کہ مخلوق اللہ کا خاندان ہے اللہ کے نزدیک مخلوق میں سب سے زیادہ پیارا وہ ہے جو اس کے عیال سے حسن سلوک کرتا ہے۔

بلا امتیاز مذہب و ملت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ تعلیم آب زر سے لکھے جانے کے قابل ہے آپ کے نزدیک انسانوں میں کوئی پنڈت براہمن۔ شودر اور دیش نہیں اور نہ کوئی جاٹ ہے اور نہ مذہبی سنگھ نہ گورا ہے اور نہ کالا نہ مغربی نہ مشرقی بلکہ سب اللہ کے عیال ہیں۔

اس طرح آج سے چودہ سو سال قبل آپ کا حجۃ الوداع کا خطبہ جو آپ نے اپنے آخری حج کے موقع پر مکہ میں ہزاروں افراد کی موجودگی میں دیا تھا آج کی یونائیٹڈ نیشنز کے حقوق انسانی کے چارٹر کو بھی پیچھے چھوڑتا ہے جس میں آپ نے تمام انسانوں مردوں عورتوں غلاموں آزادوں کالوں گوروں عربوں عجمیوں کو انسان ہونے کے ناطے ایک پلیٹ فارم پر کھڑا کیا جس میں آپ نے غریب کے استحصال کا خاتمہ فرمایا تھا پروفیسر Hurgronje نے لکھا ہے "لیگ آف نیشنز کی بنیاد پیغمبر اسلام نے رکھی اور یوں انسانی اخوت کے بین الاقوامی اتحاد کے اصول کی بنیاد اسی کائناتی بنیادوں پر رکھی گئی کہ دوسری قوموں نے اس سے سبق سیکھا امر واقعہ یہ ہے کہ دنیا کی کوئی دوسری قوم لیگ آف نیشنز کے آئیڈیا کو حقیقت کا جامہ پہنانے میں اسلام کا مقابلہ نہیں کر سکتی"۔ (بحوالہ) دنیا کا سب سے عظیم انسان مصنفہ پروفیسر کرشنا راؤ صفحہ ۷)

آپ نے مسجد نبوی میں بحران کے عیسائیوں کو عبادت کی اجازت دے کر تمام مذاہب کو محبت و رواداری کے ایک پلیٹ فارم پر کھڑا کر دیا تھا۔

آپ نے یہ فرما کر کہ ایک کنچنی عورت اس لئے بخشی گئی کہ اس نے کوئیں سے کتے کو پانی پلا دیا تھا ایک شخص اس لئے خدا کے غضب کا مورد ہوا کہ اس نے بلی کو بلاوجہ بند کر کے موت کے گھاٹ اُتار دیا تھا۔ جانوروں سے بھی حسن سلوک کی نصیحت فرمائی تھی آپ نے ایک کمزور اونٹ کو دیکھ کر اس کے مالک کو نصیحت کی کہ اس سے اگر تم کام لیتے ہو اور فائدہ اٹھاتے ہو تو تمہارا فرض ہے کہ اس کا خیال بھی رکھا کرو یہ سب باتیں پکار پکار کر کہہ رہی ہیں کہ آنحضرت نہ صرف تمام انسانوں سے محبت رکھتے تھے تمام مذاہب سے رواداری کا سلوک فرماتے تھے بلکہ جانوروں سے بھی حسن سلوک کی تلقین فرماتے تھے ان تمام باتوں کو نظر انداز کر کے جوگندر سنگھ جی کا یہ کہنا کہ اسلام صرف کافروں اور ناستکوں سے لڑنے کی تعلیم دیتا ہے اور یہ کہ اس کی ابتداء ہی جنگوں سے ہوئی تھی حد درجہ کی ناانصافی ہے۔

اگر مضمون نگار بعض مسلمان ممالک کی موجودہ حالت کو دیکھ یا کچھ مسلمانوں کے رویہ کو محسوس کر کے اسے اسلام سے تعبیر کرتے ہیں تو یہ ان کی غلطی ہے کیونکہ انصاف تو یہ ہے کہ اسلام کو قرآن مجید کی تعلیمات کی روشنی میں دیکھا جائے بصورت دیگر کیا وہ آئرلینڈ کے عیسائیوں کے آپس جھگڑوں یا بوسنیا پر عیسائیوں کے انسانیت سوز مظالم کو عیسائیت کے سر تھوپیں گے یا پھر وہ اڑیسہ میں عیسائی مشنری کو زندہ جلائے جانے کے واقعہ کو اور پنجاب میں حالیہ انتہا پسندی کو ہندو مذہب یا مقدس گورو گرنتھ صاحب کی طرف منسوب کریں گے یقیناً وہ ایسا کرنے کی ہرگز جرأت نہیں کر سکیں گے بلکہ بھارت کے حالیہ طیارہ اغواء کے موقعہ پر جب بعض خبر رساں ایجنسیوں نے ابتداً اغوا کاروں کو سکھ بتایا تو مشہور کالم نویس خوشونت سنگھ جی کو اس سے سخت تکلیف ہوئی اور انہوں نے اسے سخت ناانصافی قرار دیتے ہوئے ایک قوم کے جذبات کو ٹھیس

باقی صفحہ (11) پر ملاحظہ فرمائیں

خطبہ جمعہ

قرآن کریم رمضان کی فضیلت بیان کرنے کے لئے اتارا گیا ھے

Friday the 10th سے ہمارا رمضان شروع ہو رہا ہے اور جمعہ پر ہی ختم ہو گا

یہ محض اتفاق نہیں۔ یقیناً اس میں کوئی الٰہی حکمت پوشیدہ ھے

خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ سیدنا امیرالمومنین حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز
فرمودہ ۱۰ دسمبر ۱۹۹۹ء بمطابق ۱۰ ر فتح ۱۳۷۸ہجری شمسی بمقام مسجد فضل لندن (برطانیہ)

خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ بدر اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے۔

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له وأشهد أن محمداً عبده و رسوله–
أما بعد فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم– بسم الله الرحمٰن الرحيم –
الحمدلله رب العٰلمين – الرحمٰن الرحيم – مٰلك يوم الدين – إياك نعبد و إياك نستعين –
اهدنا الصراط المستقيم – صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين–

﴿شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْٓ اُنْزِلَ فِیْهِ الْقُرْاٰنُ هُدًی لِّلنَّاسِ وَبَیِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰی وَالْفُرْقَانِ. فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْیَصُمْهُ. وَمَنْ كَانَ مَرِیْضًا اَوْ عَلٰی سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَیَّامٍ اُخَرَ. یُرِیْدُ اللّٰهُ بِكُمُ الْیُسْرَ وَلَا یُرِیْدُ بِكُمُ الْعُسْرَ. وَلِتُكْمِلُوا الْعِدَّةَ وَلِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰی مَا هَدٰىكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ﴾ (سورة البقره:۱۸۶)

اس کا سادہ عام فہم ترجمہ یہ ہے کہ رمضان کا مہینہ جس میں قرآن انسانوں کے لئے ایک عظیم ہدایت کے طور پر اتارا گیا اور ایسے کھلے نشانات کے طور پر جن میں ہدایت کی تفصیل اور حق و باطل میں فرق کر دینے والے امور ہیں۔ پس جو بھی تم میں سے اس مہینے کو دیکھے تو اس کے روزے رکھے۔ اور جو مریض ہو یا سفر پر ہو تو گنتی پوری کرنا دوسرے ایام میں ہو گا۔ اللہ تمہارے لئے آسانی چاہتا ہے اور تمہارے لئے تنگی نہیں چاہتا اور چاہتا ہے کہ تم (سہولت سے) گنتی کو پورا کرو اور اس ہدایت کی بناء پر اللہ کی بڑائی بیان کرو جو اس نے تمہیں عطا کی اور تا کہ تم شکر کرو۔

اسی آیت کریمہ کے متعلق حضرت امام رازیؒ لکھتے ہیں کہ "اللہ تعالیٰ کے ارشاد اُنْزِلَ فِیْهِ الْقُرْاٰنُ کی تفسیر کرتے ہوئے سفیان بن عُیینہ نے کہا ہے کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ قرآن کریم رمضان کی فضیلت بیان کرنے کے لئے اتارا گیا ہے"۔ اس لئے یہ خیال کہ رمضان کے مہینہ میں قرآن شروع ہوا ہے اور پورا گویا قرآن ہی پہلے رمضان میں نازل ہو گیا تھا یہ غلط خیال ہے۔ اصل جیسا کہ امام رازی نے فرمایا ہے یہ تفسیر بہت ہی عمدہ ہے کہ قرآن کریم رمضان کی فضیلت بیان کرنے کے لئے اتارا گیا ہے۔ "حسن بن فضل نے بھی یہی معنی لئے ہیں" اس لئے "اس کی مثال یہ ہے کہ کہا جاتا ہے کہ اُنْزِلَ فِی الصِّدِّیْقِ كَذَا۔ یعنی مراد یہ لیتے ہیں کہ اس کی فضیلت کے بارہ میں اتارا گیا ہے"۔ اُنْزِلَ فِی الصِّدِّیْقِ كَذَا ایک مثال ہے کسی صدیق کی فضیلت بیان کرنے کے لئے کوئی چیز اتاری جائے تو کہا جائے گا اُنْزِلَ فِی الصِّدِّیْقِ كَذَا۔ اس لئے قرآن کریم بھی اس مہینہ کی فضیلت کے بارہ میں اتارا گیا ہے۔

"ابن انباری کہتے ہیں کہ رمضان کے روزے مخلوق پر واجب ہونے کے بارہ میں قرآن کریم نازل کیا گیا ہے۔ جس طرح وہ کہتا ہے اَنْزَلَ اللّٰهُ فِی الزَّكٰوةِ كَذَا وَ كَذَا اور مراد یہ ہوتی ہے کہ اس کے واجب ہونے کے بارہ میں نازل فرمایا ہے"۔ تو ایک یہ بھی خیال ہے کہ رمضان کو فرض کرنے کے متعلق، اس کے روزے فرض کرنے کی خاطر یہ آیت نازل ہوئی ہے۔ "اگر اُنْزِلَ فِی الْخَمْرِ كَذَا کہا جائے تو اس کی تحریم کے بارہ میں ذکر کرنا مراد ہوتا ہے" (تفسیر کبیر امام رازی)۔ ہمیشہ تعریف ہی نہیں ہوتی بلکہ کسی چیز کی برائی کے متعلق بھی کچھ بیان کیا جائے تو اس کو بھی اُنْزِلَ فِیْهِ کے محاورہ سے یاد کیا جاتا ہے۔

علامہ زمخشری نے کشاف میں اور علامہ آلوسی نے روح المعانی میں لکھا ہے کہ یہ بھی کہا گیا ہے کہ قرآن رمضان المبارک کی شان بیان کرنے کے لئے نازل ہوا ہے۔ یہ ساری آراء اپنی اپنی جگہ درست ہیں۔ پس پہلے اس سے کہ میں اس خطبہ کا آغاز احادیث نبوی سے کروں میں یہ بیان کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ آج Friday the 10th ہے اور اس سے ہمارے رمضان کا آغاز ہو رہا ہے اور پاکستان میں بھی فرائیڈے دی ٹینتھ ہی کو رمضان شریف کا آغار ہو رہا ہے اور ایک عجیب لطف کی بات یہ بھی ہے کہ جمعہ سے شروع ہو رہا ہے اور جمعہ ہی کو رمضان ختم ہو رہا ہے۔ اس میں یقیناً کوئی الٰہی حکمت پوشیدہ ہے۔ ہم دعا گو ہیں اور راضی برضا ہیں اللہ تعالیٰ اگر اس مہینہ کی برکتوں میں سے ہمیں کچھ اور برکتیں بھی دکھانا چاہے ان برکتوں کے علاوہ جو اس مہینہ سے بہر حال وابستہ ہیں تو اس کا فضل اور اس کا احسان ہے مگر بظاہر یہی معلوم ہوتا ہے کہ یہ اتفاق نہیں ہے، یہ خدا تعالیٰ کی طرف سے کوئی تقدیر ہے جو ظاہر کی گئی ہے۔

اب اس تمہید کے بعد جس سے متعلق میری دعا ہے کہ اللہ کرے کہ ہماری نیک توقعات اس رمضان سے ہر لحاظ سے پوری ہوں اور اس میں ہم وہ برکتیں کما جائیں جو اس رمضان نے ہمارے لئے مقدر کر رکھی ہیں۔ میں اب حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک روایت بیان کرتا ہوں کہ "رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: رمضان تمہارے پاس آیا ہے وہ برکت والا مہینہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے روزوں کو تم پر فرض کیا ہے۔ اس میں آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور دوزخ کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں۔ اور سرکش شیاطین کو جکڑ دیا جاتا ہے۔ اس میں اللہ تعالیٰ کی ایک رات ہے جو ہزار ماہ سے افضل ہے، جو کوئی اس رات کی خیر سے محروم کر دیا گیا وہ ہر بھلائی سے محروم کر دیا گیا"۔ (سنن النسائی، کتاب الصیام)۔ اس میں پہلے بھی میں بیان کر چکا ہوں آگے اور وضاحت ہو جائے گی کہ شیطان جکڑ دیئے جاتے ہیں تو یہ مراد نہیں ہے کہ بدلوگوں کے شیاطین بھی جکڑے جاتے ہیں ان کو تو اور بھی زیادہ گناہ ہوتا ہے رمضان میں بے حیائیاں کرنے کا اس لئے مراد یہی ہے کہ وہ جو خود خدا کی رضا کی زنجیروں میں اپنے آپ کو جکڑتے ہیں ان کے شیاطین جکڑے جاتے ہیں اور رمضان کے مہینہ میں شیطانی خیالات سے بھی انسان پاک رہتا ہے۔

دوسری حدیث جو ہے یہ حضرت عبدالرحمٰنؓ بن عوف سے روایت ہے آپ بیان کرتے ہیں کہ "آنحضرت ﷺ نے رمضان المبارک کا ذکر فرمایا اور اسے تمام مہینوں سے افضل قرار دیا اور فرمایا جو شخص رمضان کے مہینہ میں حالتِ ایمان میں ثواب کی نیت سے اور اپنا محاسبہ کرتے ہوئے عبادت کرتا ہے۔ وہ اپنے گناہوں سے اس طرح پاک ہو جاتا ہے جیسے اُس روز تھا جب اس کی ماں نے اُسے جنم دیا۔ (سنن النسائی کتاب الصوم)۔ اس میں "اپنا محاسبہ کرتے ہوئے عبادت کرتا ہے"۔ یہ بہت ضروری ہے عبادت کے وقت بار بار توجہ اس طرف منعکس ہونی چاہئے کہ عبادت میں جو جو نیکیوں کا حکم ہے یا جن بدیوں سے رکنے کا حکم ہے کیا انسان اس پر عمل کر بھی رہا ہے کہ نہیں۔ اس محاسبہ کے ساتھ ساتھ اگر عبادتیں گزاری جائیں تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے انسان کی بہت سی بدیاں یا بعض صورتوں میں تمام بدیاں اس رمضان میں جھڑ سکتی ہیں۔

حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ "مَیں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ جس شخص نے رمضان کے روزے رکھے اور جس نے رمضان کے تقاضوں کو پہچانا اور جو اس کے دوران ان تمام باتوں سے محفوظ رہا جن سے اس کو محفوظ رہنا چاہئے تھا تو اس کے روزے اس کے پہلے گناہوں کا کفارہ بن جاتے ہیں"۔ (مسند احمد بن حنبل) یعنی پہلے گناہ بخشے تو جاتے ہیں مگر اس صورت میں کہ رمضان کے تقاضوں کو پہچانا جائے اور ان کو پورا کیا جائے۔

ابوامامہؓ سے روایت ہے کہ آپؓ نے عرض کیا "یا رسول اللہ! مجھے کوئی ایسا عمل بتایئے جو مجھے جنت میں داخل کردے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تیرے لئے روزہ ہے۔ پس روزہ کا کوئی بدل نہیں یا یہ فرمایا کہ اس جیسی کوئی چیز نہیں"۔(مسند احمد بن حنبل باقی مسند الانصار)۔ یعنی روزہ میں تمام نیکیاں اکٹھی ہو جاتی ہیں جو فرضی عبادات ہیں، جو نفلی عبادات ہیں، جن چیزوں کے کھانے کی اجازت ہے ان سے رکنا وغیرہ وغیرہ تو فرمایا روزہ کا کوئی بدل نہیں۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "تمہارا یہ مہینہ تمہارے لئے سایہ فگن ہوا ہے"۔ اس کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا حلفی ارشاد ہے کہ "مومنوں کے لئے اس سے بہتر کوئی مہینہ نہیں گزرا اور منافقوں کے لئے اس سے برا مہینہ اور کوئی نہیں گزرا"۔ تو اس حدیث سے یہ بات خوب کھل گئی کہ منافقوں کے شیطان نہیں جکڑے جاتے۔ اور کافروں اور مشرکوں کے شیطان کیسے جکڑے جا سکتے ہیں۔ منافق پر یہ مہینہ بہت بھاری گزرتا ہے۔ منافقوں کے لئے اس سے برا مہینہ اور کوئی نہیں گزرا اس بے چارے کو منافقت کی وجہ سے دکھانے کے لئے روزے رکھنے پڑتے ہیں، بھوکا پیاسا رہتا ہے اور خواہ مخواہ کی مشقت اٹھاتا ہے تو بڑی ہی تکلیف کے ساتھ رمضان کا مہینہ گزرتا ہے۔ پھر فرمایا "منافق (کے گناہوں) کا بوجھ اور بد بختی لکھ لیتا ہے۔ اور مہینے سے پہلے ہی مومن کی نیکیاں اور اس کے نوافل بھی لکھ لیتا ہے"۔ یعنی اللہ کو علم ہے کہ مومن یہ نیکیاں کرے گا۔ "اس طرح کہ مومن مالی قربانیوں کے لئے اپنی طاقت تیار کرتا ہے اور منافق غافل لوگوں کی اتباع اور ان کے عیوب کی پیروی میں قوت بڑھاتا ہے"۔ یعنی مومن اس مہینہ میں مالی قربانی کے لئے بہت تیاری کرتا ہے اور جیسا کہ بعض احادیث سے ثابت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم تو اپنا صدقہ خیرات اتنا بڑھا دیا کرتے تھے جیسے جھکڑ چل رہا ہو اور عام دنوں میں تو ہمیشہ ہی خیرات کیا کرتے تھے مگر رمضان شریف میں وہ خیرات بہت بڑھ جایا کرتی تھی۔ تو فرمایا "اس طرح کہ مومن مالی قربانیوں کے لئے اپنی طاقت تیار کرتا ہے اور منافق غافل لوگوں کی اتباع اور ان کے عیوب کی پیروی میں قوت بڑھاتا ہے۔ پس در حقیقت یہ حالت مومنوں کے لئے غنیمت اور فاجر کے لئے (اس کے مطابق) سازگار ہوتی ہے"۔ (مسند احمد باقی المستکثرین)

ایک اور حدیث حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ "کبائر سے بچنے کے لئے پانچ نمازیں، ایک جمعہ اگلے جمعہ تک اور ایک رمضان اگلے رمضان تک کفارہ ہوتا ہے"۔ (صحیح مسلم کتاب الطہارۃ)۔ پانچ دفعہ روزانہ نماز پڑھنے سے اگر وہ سوچ کر پڑھے تو اپنے نفس کا محاسبہ ہوتا رہتا ہے اس کو ایک طریق سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ایسا ہی ہے جیسے پانچ دفعہ کوئی اپنے ساتھ بہتے ہوئے دریا میں غوطے مارے اور نہائے تو اس کی کثافت جھڑ جاتی ہے اسی طرح جو شخص پانچ نمازیں پڑھتا ہے توجہ کے ساتھ، ہر نماز کے درمیان جو کبھی فاسد خیالات یا حرکات سرزد ہو گئی ہوں وہ اگلی نماز میں ٹھیک تو اس طرح ہو جاتی ہیں کہ ان کی اصلاح کی طرف توجہ ہو جاتی ہے۔ تو ہر نماز میں پچھلی نماز اور اس نماز کے درمیان کی بدیوں کی طرف انسان کی توجہ پھرتی ہے اور اسے دور کرنے کی توفیق ملتی ہے۔

اسی طرح ہر جمعہ کو خصوصیت کے ساتھ اس ہفتہ کی غلطیوں کو دور کرنے کی توفیق ملتی ہے اور جو نماز میں توجہ ہوتی ہے جمعہ کو اس سے بھی زیادہ توجہ ہوتی ہے۔ اور پھر ایک رمضان اور دوسرے رمضان کے درمیان جو دونوں رمضانوں کا فرق ہے اس کا موازنہ ہو جاتا ہے۔ وہ اس طرح کہ جب اگلا رمضان شروع ہوتا ہے تو اس وقت انسان اپنے ماضی پر غور کرنا شروع کرتا ہے تو معلوم کرتا ہے کہ میں پچھلی دفعہ رمضان سے جس حالت سے نکلا تھا اس وقت داخل ہوتے وقت ویسی حالت نہیں رہی بلکہ اس میں کمزوری آگئی ہے تو اس لئے مومن کو ہر طرف سے اس کی طوعی نیکیوں نے جکڑا ہوا ہوتا ہے اور نمازوں کے علاوہ جمعہ اور پھر رمضان، گویا اس کا سارا سال خدا تعالیٰ کی حفاظت میں صرف ہوتا ہے اور اپنی بدیاں دور کرنے کی طرف توجہ رہتی ہے۔

حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ "آنحضرت ﷺ لوگوں میں سے سب سے زیادہ سخی تھے اور رمضان میں آپ کی سخاوت عروج پر ہوتی تھی جبکہ جبریل آپ سے ملتے تھے۔ اور جبریل آپؐ سے رمضان کی ہر رات ملتے اور حضورؐ سے مل کر قرآن کا دَور کیا کرتے تھے"۔ یہاں بھی مراد ہے کہ ہر رمضان میں اس حصہ کا دور کیا جاتا تھا جو اس سے پہلے نازل ہو چکا ہو۔ ورنہ جو قرآن بعد میں نازل ہونا تھا اس کا دور نہیں کیا جاتا تھا۔ تو "ہر رات ملتے اور حضورؐ سے مل کر قرآن کا دَور کیا کرتے تھے تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم بھلائی کے معاملہ میں تیز آندھی کی رفتار سے بھی زیادہ سخی ہوتے تھے"۔(صحیح البخاری، کتاب بدء الوحی)

حضرت سہل بن معاذؓ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا "نماز، روزہ اور ذکر کرنا، اللہ تعالیٰ کے راستہ میں خرچ کئے گئے مال کو سات سو گنا بڑھا دیتا ہے"۔(سنن ابی داؤد کتاب الجہاد)۔ اب یہ جو گنا والی احادیث ہیں ان سب میں یہ پیش نظر رکھنا چاہئے کہ سات سو کی کوئی حد نہیں۔ بعض بالیوں میں سات سو دانے بھی لگ جاتے ہیں مگر اس کے ساتھ ہی خدا تعالیٰ یہ بھی فرماتا ہے کہ جس کو چاہے زیادہ بھی بڑھا دیتا ہے تو یہ محض تحریص کی خاطر محاورے استعمال ہوئے ہیں ان کو لفظاً نہیں لینا چاہئے کہ میری یہ نیکیاں سات سو گنا بڑھ جائیں گی بلکہ مراد یہ ہے کہ کثرت سے ان لوگوں کی نیکیاں بڑھتی ہیں جو خلوص کے ساتھ رمضان کے روزے رکھتے اور رمضان کے دنوں میں خصوصیت کے ساتھ خرچ کرتے ہیں۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "سحری کھایا کرو، سحری کھانے میں برکت ہے"۔(بخاری کتاب الصوم)۔ یہ حدیثیں جن جن کتب سے لی گئی ہیں وہ اکثر صحاح کتب ہی ہیں اور جو غیر صحیح یعنی جو صحت کے معیار پہ پوری نہیں اترتیں ان کو میں نے چھان کے الگ کر دیا تھا اس لئے یہ بخاری یا مسلم وغیرہ وغیرہ سے اکثر حدیثیں لی گئی ہیں۔ چھپتے وقت تو دیکھ لیا جائے گا مجھے بار بار پڑھنے کی ضرورت نہیں ہے۔ حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا سحری کھایا کرو، سحری کھانے میں برکت ہے۔ تو برکت ایک تو اس طرح ہم نے دیکھی ہے کہ بچوں کو صبح سحری کے وقت اٹھایا جائے خواہ روزہ نہ بھی رکھنا ہو تو سحری کھاتے وقت ان کو عادت پڑنی شروع ہو جاتی ہے کہ صبح جلدی اٹھیں اور ان کو سحری میں ایک خاص مزہ ہوتا ہے۔ ناشتے میں وہ مزہ نہیں ملتا جو سحری میں مزہ ملتا ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا "جس وقت تم میں سے کوئی ایک اذان سن لے اور برتن اس کے ہاتھ میں ہو تو وہ اس کو نہ رکھے یہاں تک کہ اپنی ضرورت پوری کر لے"۔(سنن ابی داؤد کتاب الصوم)۔ مراد یہ ہے کہ اگر اذان ہو رہی ہو تو نماز کی طرف دھیان جاتا ہے مگر کھانا شروع ہو چکا ہو تو پلیٹ یا جس چیز میں بھی وہ کھانا ہے وہ اس کو ختم کر لے۔ اس سے یہ یاد رکھیں کہ مومن تو ایک انتڑی میں کھاتا ہے سات انتڑیوں میں تو کافر کھاتے ہیں۔ تو اگر کوئی اپنے آپ کو مومن بھی کہے اور اتنا کھائے کہ اذان سننے کے باوجود ساری نماز ہی ہاتھ سے جاتی رہے تو یہ کوئی نیکی نہیں ہے۔ نیکی یہ ہے کہ تھوڑا ہو شروع ہو چکا ہو تو باقی جلدی جلدی کھا لے اور کوشش یہی ہو کہ ساری کی ساری نماز مل سکے۔

حضرت سہل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا "لوگ اس وقت تک بھلائی کے ساتھ رہیں گے جب تک افطار میں جلدی کرتے رہیں گے"۔(بخاری کتاب الصوم)۔ اب افطار میں جلدی کا جو مسئلہ ہے اس سے مراد یہ ہے کہ بعض فرقوں میں یہ خیال ہے خصوصاً شیعوں میں کہ رمضان کے بعد افطاری میں جتنی دیر کی جائے اتنا زیادہ ثواب ہوتا ہے۔ بالکل جھوٹ ہے۔ جس وقت پتہ لگ جائے کہ افطاری ہو گئی ہے، افطاری کا وقت ہو گیا ہے اسی وقت افطاری کر لینی چاہئے۔ مگر جلدی سے یہ مراد نہیں کہ دوڑتے ہوئے جاؤ افطاری کی طرف۔ کوشش یہی کرنی چاہئے کہ افطاری میں دیر نہ ہو، بس اتنی مراد ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا "جو شخص روزہ کی حالت میں بھول کر کھا پی لے وہ اپنے روزہ کو پورا کرے اس کو اللہ تعالیٰ نے کھلایا اور پلایا ہے"۔(بخاری کتاب الصوم)۔ تو بھول کر کھا لے تو کوئی گناہ نہیں ہے لیکن بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ اگر بھول کر کھاتے ہوئے دیکھ لے تو پھر گناہ ہو جائے گا۔ مراد یہ ہے کہ چھپ کر کھا لو تو گناہ نہیں ہو گا اور ایسے لطیفے بعض لوگوں کے مجھے یاد ہیں کہ ان کے بھائی نے کسی نے دیکھا تو وہ بیٹھ کے چھپ کے کھانا کھا رہی تھیں بھائی نے کہا ہیں! یہ روزہ۔ اس نے کہا او ہو تم نے تو دیکھ کر میرا روزہ توڑ دیا۔ میں تو بھول کے کھا رہی تھی۔ تو بھول کے کھا رہا ہو تو دیکھنے سے روزہ نہیں ٹوٹا کرتا۔ بھول کے کھانے سے روزہ ٹوٹتا ہی نہیں کرتا، یہ اللہ کی طرف سے دعوت بیان کی گئی ہے۔ تو بھول کے آپ میں سے بھی کئیوں نے کھایا ہو گا مجھے بھی یاد ہے کئی دفعہ میں نے بھی بھول کے کھایا ہے لیکن جس وقت یاد آجائے کہ روزہ ہے اسی وقت جو منہ میں ہے وہ تھوک دینا چاہئے۔ اس سے پہلے پہلے جو کھا لیا وہ کھا لیا۔

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ "رسول کریم ﷺ ایک سفر پر تھے۔ آپؐ نے لوگوں کا ہجوم دیکھا اور ایک آدمی پر دیکھا کہ سایہ کیا گیا ہے۔ آپؐ نے فرمایا، کیا ہے؟ انہوں

شریف جیولرز
پروپرائیٹر حنیف احمد کامران۔ حاجی شریف احمد
اقصیٰ روڈ۔ ربوہ۔ پاکستان۔
دوکان : 0092-4524-212515
رہائش: 0092-4524-212300
روایتی زیورات جدید فیشن کے ساتھ

نے کہا یہ شخص روزہ دار ہے۔ آپؐ نے فرمایا سفر میں روزہ رکھنا نیکی نہیں ہے"۔(بخاری کتاب الصوم)۔اب یہ دیکھیں دکھاوا بھی ہے اور کتنا عجیب تماشہ ہے کہ ایک شخص چل رہا ہے روزے میں۔ روزہ رکھ کر سفر کی حالت میں اور لوگ اس پہ چھتریاں لے لے کر پھر رہے ہیں کہ دھوپ نہ پڑے اس کے اوپر یا پلو سے اس پہ سایہ کر رہے ہوں۔ یہ سب یا تو اس شخص کی نااہلی تھی، سمجھ کم تھی یا سنا نہیں ہوا تھا کہ روزہ نہیں رکھا کرتے سفر میں۔ مگر اگر جان بوجھ کر کیا گیا تھا تو یہ محض دکھاوا تھا اور اس نیکی کا کوئی بھی ثواب نہیں۔ آپؐ نے فرمایا"سفر میں روزہ رکھنا نیکی نہیں ہے"۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ "رسول کریم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سے ایک شخص نے رمضان کے مہینہ میں سفر کی حالت میں روزہ اور نماز کے بارہ میں دریافت کیا۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا رمضان میں سفر کی حالت میں روزہ نہ رکھو۔ اس پر ایک شخص نے کہا یا رسول اللہ میں روزہ رکھنے کی طاقت رکھتا ہوں۔ نبی صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا اَنْتَ اَقْوٰیٓ اَمِ اللّٰہ؟ کیا تو اللہ سے زیادہ قوی ہے یا اللہ تجھ سے زیادہ قوی ہے"۔ تو خدا تعالیٰ کو اپنی طاقتیں نہ دکھا۔ "یقیناً اللہ تعالیٰ نے میری امت کے مریضوں اور مسافروں کے لئے رمضان میں سفر کی حالت میں روزہ نہ رکھنا بطور صدقہ ایک رعایت قرار دیا ہے"۔ اللہ تو رعایت کر رہا ہے اور انسان بدتمیزی سے اس کو چھوڑ دے کہ مجھے نہیں یہ رعایت چاہئے، یہ گناہ ہے۔ اس میں کوئی نیکی نہیں ہے بلکہ آپ کے بچے بھی اگر آپ کو پیار سے کوئی چیز دیں اور وہ ان کو رد کر دیں تو آپ کو اس وقت برے لگتے ہیں حالانکہ بظاہر آپ کی چیز بچی ہوئی ہوتی ہے۔ تو اس لئے یاد رکھیں کہ اللہ کی رضا میں سب نیکی ہے۔ جب اللہ خوشی سے کوئی اجازت دیتا ہے تو خوشی سے اس اجازت کو قبول کریں۔ اللہ پر نیکی زبردستی نہیں ٹھونسی جا سکتی۔ چنانچہ فرمایا"کیا تم میں سے کوئی یہ پسند کرتا ہے کہ وہ تم میں سے کسی کو کوئی چیز صدقہ دے پھر اس چیز کو صدقہ دینے والے کو لوٹا دے"۔(المصنف للحافظ الكبير ابی بكر عبدالرزاق بن همـم الصنعانی. جلد ۲ صفحه ۵۶۵ باب الصيام فی السفر)۔ یعنی کسی کو صدقہ دے اور وہ اس کو لوٹا دے جس نے صدقہ دیا ہو یہ جائز نہیں، مناسب نہیں ہے محبت اور شکریہ کے ساتھ لے لینی چاہئے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا"جو شخص جھوٹ بولنے اور جھوٹ پر عمل کرنے سے اجتناب نہیں کرتا اللہ تعالیٰ کو اس کے بھوکا پیاسا رہنے کی کوئی ضرورت نہیں"یعنی روزہ رکھنے کے باوجود اگر انسان کا جھوٹ ہی نہیں چھٹتا تو پھر خدا تعالیٰ کو اس کے بھوکا پیاسا رہنے سے کیا مزا آ سکتا ہے، کیا فائدہ پہنچ سکتا ہے؟ بھوکا پیاسا رہنا تو اس کے اپنے فائدہ میں ہے لیکن وہ تب ہے جب وہ جھوٹ کو ترک کر دے اور اگر جھوٹ کو ترک کر دے تو سب گناہ ترک ہو جاتے ہیں اس لئے خصوصیت سے رسول اللہ ﷺ نے صرف ایک گناہ کا ذکر فرمایا ہے اور اس کے اندر سارے گناہ شامل ہو جاتے ہیں۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا"کتنے ہی ایسے روزہ دار ہیں کہ ان کو روزوں سے صرف پیاس ملتی ہے اور کتنے ہی رات کو قیام کرنے والے ہیں کہ ان کو قیام سے صرف بیداری ملتی ہے"۔(سنن الدارمی، كتاب الرقاق)۔ یعنی روزہ کا روحانی فائدہ نہ پہنچے تو پیاسا رہنے سے خواہ مخواہ انسان تکلیف ہی اٹھاتا ہے اور کوئی ثواب نہیں مل رہا ہوتا۔ اور رات کو بھی اگر جاگتا ہے اور سوچ کر نماز نہیں پڑھتا یا اپنا محاسبہ نہیں کرتا تو محض ایک رت جگا ہے وہ خدا کی خاطر نہیں ہوتا اور نام اس کا خدا کی خاطر ہی رکھا جائے تب بھی در حقیقت وہ نفس کی بڑائی کی خاطر ایک کوشش ہے، ایک وہم ہے جس کی کوئی بھی حقیقت نہیں ہے۔ لِلّٰہ اگر عبادت کی جائے اور اللہ کو قبول ہو تو وہی عبادت سچی عبادت ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا کہ "روزہ ایک ڈھال اور آگ سے بچانے والا ایک حصنِ حصین ہے"۔(مسند احمد، باقی مسند المستکثرین)۔ روزہ سے انسان ہر قسم کی بدیوں سے بچ سکتا ہے۔ ایک ڈھال ہے جس کے نتیجہ میں اس پر شیطان حملے نہیں کر سکتا اس طرح روزہ گویا جہنم سے بچانے والا بن جاتا ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا"اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ انسان کے سب کام اس کے اپنے لئے ہیں مگر روزہ میرے لئے ہے اور میں خود اس کی جزا بنوں گا یعنی اس کی اس نیکی کے بدلہ میں اسے اپنا دیدار نصیب کروں گا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے روزہ ڈھال ہے پس تم میں سے جب کسی کا روزہ ہو تو نہ وہ بیہودہ باتیں کریں نہ شور شرابہ اور اگر کوئی اسے گالی دے یا لڑے جھگڑے تو چاہئے کہ وہ کہے میں تو روزہ دار ہوں۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضۂ قدرت میں محمد (ﷺ) کی جان ہے روزہ دار کے منہ کی بُو اللہ تعالیٰ کے نزدیک کستوری کی خوشبو سے زیادہ پاکیزہ ہے"۔ روزہ رکھنے کے بعد جب منہ بند رہتا ہے تو ایک ہلکی سی بُو خود بخود پیدا ہوتی ہے۔ لیکن بعض لوگوں کے ویسے ہی زیادہ کھانے سے بدبو پیدا ہوتی ہے، یہ وہ بدبُو مراد نہیں ہے۔ بہت زیادہ کھا لیا جائے، ٹھونس لیا جائے اور پھر روزہ رکھا جائے تو اس معدہ کی خرابی کی بُو ایک الگ بات ہے مگر تھوڑا مناسب کھایا جائے تو پھر بھی منہ سے کچھ نہ کچھ بو آتی ہے۔

کستوری کا جو ذکر فرمایا ہے تو سب دنیا میں کستوری کی خوشبو پسندیدہ سمجھی جاتی ہے تو یہ مراد نہیں کہ اللہ تعالیٰ کو خوشبو کستوری کی آتی ہے اور وہ اچھی لگتی ہے۔ ہم لوگوں کی مثال ہے ہمیں کستوری چونکہ اچھی لگتی ہے اس لئے اللہ تعالیٰ نے ہمیں سمجھانے کی خاطر یہ لفظ استعمال فرمائے ہیں کہ روزہ دار کے منہ سے جو ہلکی سی بُو منہ بند رکھنے کی وجہ سے آتی ہے وہ گویا کستوری سے بھی بہتر خوشبو ہے۔ پھر فرمایا"روزہ دار کے لئے دو خوشیاں (مقدر) ہیں جن سے وہ فرحت محسوس کرتا ہے اول جب وہ افطار کرتا ہے تو خوش ہوتا ہے اور دوسرے جب اپنے رب سے ملے گا تو اپنے روزہ کے باعث خوش ہوگا"۔(صحيح البخاری ، كتاب الصوم باب هل يقول انی صائم اذا شتم)۔ اور یہ ملنا جو ہے یہ آخرت کا ملنا صرف مراد نہیں، اس دنیا میں ہی روزہ دار جب اپنے رب سے ملتا ہے اور روزہ کے نتیجہ میں وہ اپنے آپ کو اپنے رب کے قریب ہوتا ہوا محسوس کرتا ہے تو اس کو اس کی غیر معمولی جزا مل جاتی ہے۔

حضرت عامر بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا"سردیوں میں روزے رکھنا غنیمت بارِدہ ہے"۔(ترمذی كتاب الصوم) یعنی آج کل جو روزے آرہے ہیں یہ تو ابھی شروع ہوئے اور ابھی ختم ہو گئے تو یہ ٹھنڈ کے روزے ہیں مگر ثواب میں کم نہیں ہیں۔ ایسی نعمت ہے جو ٹھنڈ پہنچاتی ہے اور اللہ کو یہ چھوٹے روزے بھی اچھے لگتے ہیں۔ تو جو خدا کی خاطر روزے رکھے جائیں وہ تھوڑے بھی ہوں، چھوٹے بھی ہوں تو دراصل وہ روزے ہی ہوتے ہیں اور دراصل روزہ خواہ کتنا بھی چھوٹا ہو یہ روزہ دار کا جو احساس ہے ناپابندی کا یہ پھر بھی رہتا ہے۔ کوئی روزہ رکھنے والا اس احساس پابندی سے خالی نہیں ہوتا۔ تو اللہ کی خاطر خواہ تھوڑی پابندی اٹھائی جائے خواہ زیادہ ہو موسم پر تو انسان کو اختیار نہیں ہوتا تو تھوڑی پابندی بھی ہو تو وہ خدا تعالیٰ کے نزدیک ایک نعمت اور غنیمت ہے جو دل کو سکون پہنچانے والی ہے اور ٹھنڈ پہنچانے والی ہے۔

اب میں چند اقتباسات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔ فرمایا"شَھْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْٓ اُنْزِلَ فِیْهِ الْقُرْاٰن سے ماہ رمضان کی عظمت معلوم ہوتی ہے۔ صوفیاء نے لکھا ہے کہ یہ ماہ تنویرِ قلب کیلئے عمدہ مہینہ ہے۔ کثرت سے اس میں مکاشفات ہوتے ہیں۔ صلوٰۃ تزکیہ نفس کرتی ہے اور صوم تجلی قلب کرتا ہے۔ تزکیہ نفس سے مراد یہ ہے کہ نفس امارہ کی شہوات سے بُعد حاصل ہو جائے اور تجلی قلب سے مراد یہ ہے کہ کشف کا دروازہ اس پر کھلے کہ خدا کو دیکھ لے"۔(ملفوظات جلد چهارم صفحه ۲۵۶)

پھر فرمایا"روزہ کی حقیقت سے بھی لوگ ناواقف ہیں۔ اصل یہ ہے کہ جس ملک میں انسان جاتا نہیں اور جس عالم سے واقف نہیں اس کے حالات کیا بیان کرے۔ روزہ اتنا ہی نہیں کہ اس میں انسان بھوکا پیاسا رہتا ہے بلکہ اس کی ایک حقیقت اور اس کا اثر ہے جو تجربہ سے معلوم ہوتا ہے۔ انسانی فطرت میں ہے کہ جس قدر کم کھاتا ہے اسی قدر تزکیہ نفس ہوتا ہے اور کشفی قوتیں بڑھتی ہیں۔ خدا تعالیٰ کا منشا اس سے یہ ہے کہ ایک غذا کو کم کرو اور دوسری کو بڑھاؤ۔ ہمیشہ روزہ دار کو یہ مدنظر رکھنا چاہئے کہ اس سے اتنا ہی مطلب نہیں ہے کہ بھوکا رہے بلکہ اُسے چاہئے کہ خدا تعالیٰ کے ذکر میں مصروف رہے تاکہ تبتل اور انقطاع حاصل ہو۔ پس روزے سے یہی مطلب ہے کہ انسان ایک روٹی چھوڑ کر جو صرف جسم کی پرورش کرتی ہے دوسری روٹی کو حاصل کرے جو روح کی تسلی اور سیری کا باعث ہے اور جو لوگ محض خدا کے لئے روزے رکھتے ہیں اور نرے رسم کے طور پر نہیں رکھتے انہیں چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کی حمد اور تسبیح اور تہلیل میں لگے رہیں جس سے دوسری غذا انہیں مل جاوے"۔(ملفوظات جلد نہم صفحہ ۱۲۲ تا ۱۲۳)

اب ایک شخص نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے سوال کئے۔ ان سوالات کے جوابات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام دے رہے ہیں اور سوال کرنے والے نے بھی بال کی کھال ادھیڑی ہوئی ہے۔ ایک شخص کا سوال تھا کہ روزہ دار کو آئینہ دیکھنا جائز ہے یا نہیں؟۔ "فرمایا: جائز ہے۔ اسی طرح ایک اَور سوال پیش ہوا کہ حالتِ روزہ میں سر کو یا داڑھی کو تیل لگانا جائز ہے یا نہیں؟ فرمایا: جائز ہے۔ سوال پیش ہوا کہ روزہ دار کو خوشبو لگانا جائز ہے یا نہیں؟ فرمایا: جائز ہے"۔ سوال ہوا کہ "روزہ دار آنکھوں میں سُرمہ ڈالے یا نہ ڈالے؟ فرمایا: مکروہ ہے۔ اور ایسی ضرورت

STAR
☎ 543105
CHAPPALS
WHOLE SELLERS OF HIGH QUALITY LEATHER & RUBBER CHAPPALS
105/661, OPP, BLOCK NO-7 FAHIMMABAD COLONY
KANPUR-1- PIN 208001

ہی کیا ہے کہ دن کے وقت سرمہ لگائے۔ رات کو سرمہ لگا سکتا ہے"۔(بدر جلد چھ نمبر چھ،صفحہ ۱۴۔ بتاریخ ۲۴/ فروری ۱۹۰۷ء)

تو بعض سرمہ کے شوقین ایسے بھی ہوتے ہیں آج کل تو میں نے نہیں دیکھے لیکن کبھی کبھی کوئی پرانے زمانہ کا آدمی مل جاتا ہے جو سرمہ لگاتا ہے مگر مرد نہ بھی ہو تو عورتیں تو سرمہ لگا ہی لیتی ہیں۔ تو دن کو ضرورت کیا ہے رات کو لگا لیا کریں اگر لگانا ضروری ہو۔

"ایک شخص کا سوال پیش ہوا کہ مَیں مکان کے اندر بیٹھا ہوا تھا اور میرا یقین تھا کہ ہنوز روزہ رکھنے کا وقت ہے اور مَیں نے کچھ کھا کر روزہ کی نیت کی۔ مگر بعد میں ایک دوسرے شخص سے معلوم ہوا کہ اس وقت سفیدی ظاہر ہو چکی تھی اب مَیں کیا کروں؟۔ حضرت نے فرمایا کہ ایسی حالت میں اس کا روزہ ہو گیا۔ دوبارہ رکھنے کی ضرورت نہیں کیونکہ اپنی طرف سے اس نے احتیاط کی اور نیت میں فرق نہیں صرف غلطی لگ گئی اور چند منٹوں کا فرق پڑ گیا"۔(بدر۔ جلد ۶ نمبر ۷۔ بتاریخ ۱۴/ فروری ۱۹۰۷ء)۔ مگر غلطی سے اگر ہوا ہو تو پھر تو جائز ہے مگر جان بوجھ کے یہ نہیں ہو سکتا۔

ڈلہوزی میں مجھے یاد ہے کہ ایک رضاکارانہ خدمت کرنے والی معزز خاتون تھیں وہ پہلے سب کو روزہ رکھوایا کرتی تھیں۔ پہرے داروں کو بھی سب کو، اور اس کے بعد تھوڑا سا وقت بچتا تھا اس میں انہوں نے اپنا روزہ رکھنا ہوتا تھا تو ایک دو دفعہ انہوں نے دیکھا کہ اذان ہو گئی ہے۔ غالباً جلال تھا اس مؤذن کا نام تو اس نے اس کو بلا کے بہت ڈانٹا کہ دیکھو جب تک مجھ سے نہ پوچھ لو خواہ جتنی مرضی روشنی ہو جائے تم نے اذان نہیں دینی۔ تو ایک دفعہ حضرت مصلح موعودؓ نے غور کیا کہ یہ کیا وقت ہے اتنی دیر ہو گئی ہے اذان کیوں نہیں ہو رہی۔ تو جلال کو بلا کے ڈانٹا کہ تم اذان کیوں نہیں دے رہے؟ کہا جی اندر سے مجھے حکم ہے۔ وہ خاتون صاحبہ کہتی ہیں کو جب تک میں نہ روزہ رکھ لوں خواہ جتنی مرضی روشنی ہو جائے، سورج بھی چڑھ جائے تم نے اذان نہیں دینی۔ تو مراد یہی ہے کہ غلطی سے اگر ہو، واقعی ناواقفیت سے ہو جائے۔ تو کتنا آسان فرمادیا ہے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے روزوں کو جو خدا کا منشاء ہے یہ سختی پیدا کرنے کے لئے نہیں آتے اگر غلط فہمی سے انسان روزہ رکھ لے جبکہ ابھی روشنی ہو چکی ہو تو روزہ ہو جائے گا۔ بعض دفعہ غلط فہمی سے روزہ کھول بھی دیا جاتا ہے اور بعد میں دیکھا تو سورج نکل آیا تو وہ روزہ بھی ہو جائے گا۔اس قسم کے معاملات میں وہم کے شیطان کا شکار نہیں ہونا چاہئے۔

ایک سوال یہ پیش ہوا کہ "بعض اوقات رمضان ایسے موسم میں آتا ہے کہ کاشتکاروں سے جبکہ کام کی کثرت مثل تخم ریزی و درودگی ہوتی ہے"۔ تخم ریزی سے مراد یہ ہے کہ جو مہینہ کاشت کا ہوتا ہے بعض دن بہت سخت مہینے کے دن ہوتے ہیں، انتہائی گرمی اور زمیندار مجبور ہے کہ اس مہینے میں وہ ہل چلائے۔ "ایسے ہی مزدوروں سے جن کا گذارہ مزدوری پر ہے"۔ اور انہوں نے مزدوری کرنی ہے اور روٹی کھانی ہے مگر اتنی سخت گرمی ہے کہ ان کی برداشت سے باہر ہے۔ "روزہ نہیں رکھا جاتا، ان کی نسبت کیا ارشاد ہے؟۔ فرمایا: "اِنّما الأعمالُ بالنّیات"۔ کہ دیکھو اعمال کی بناء نیتوں پر ہوتی ہے۔ "یہ لوگ اپنی حالتوں کو مخفی رکھتے ہیں"۔ یعنی غربت کی وجہ سے بیان نہیں کرتے۔ "ہر شخص تقویٰ و طہارت سے اپنی حالت سوچ لے۔ اگر کوئی اپنی جگہ مزدوری پر رکھ سکتا ہے تو ایسا کرے"۔ کسی اور کو اگر کوئی مزدوری پہ رکھنے کی استطاعت رکھتا ہے تو ایسا کرلے۔ "ورنہ مریض کے حکم میں ہے پھر جب میسر ہو رکھ لے"۔(بدر، جلد ۶ نمبر ۳۹۔بتاریخ ۲۶/ستمبر ۱۹۰۷ء)

یہاں جو روزہ کی سختی ہے غیر احمدی مسلمانوں میں اس کا تو یہ حال ہے کہ صوبہ سرحد میں جہاں یہ سختی بہت زیادہ ہوتی ہے وہاں اگر کوئی شخص روزہ کی گرمی کی شدت میں بے ہوش ہو کر گر جائے تو تب بھی اس کے منہ میں کچھ نہیں ڈالیں گے کہ شاید ابھی کچھ رطوبت ہو منہ میں۔ تو منہ میں تھوڑی سی مٹی ڈال دیتے ہیں پھر وہ مٹی انگلی سے نکالتے ہیں، اگر مٹی گیلی ہو تو پھر کچھ نہیں دیں گے اس کو اور اگر مٹی خشک نکل آئے اسی طرح کی اسی طرح تو پھر وہ اس کا روزہ تڑوا دیتے ہیں تو یہ سب جہالتیں ہیں، یہ توہمات کے شیاطین ہیں جو انسان پر قبضہ کرتے ہیں۔ روزہ میں شیاطین سے دور بھاگنا چاہئے یا ان کو اپنے سے دور رکھنا چاہئے۔

"وَ عَلَى الَّذِيْنَ يُطِيقُوْنَه فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِيْنٍ ایک دفعہ میرے دل میں آیا کہ یہ فدیہ کس لیے مقرر کیا گیا ہے تو معلوم ہوا کہ توفیق کے واسطے ہے تاکہ روزہ کی توفیق اس سے حاصل ہو"۔ اب رمضان میں جو فدیہ دیا جاتا ہے یہ روزہ کا بدل نہیں ہوتا بلکہ روزہ میں ایک قسم کی عملی دعا کا موجب بن جاتا ہے کہ خدایا مجھے روزہ کی توفیق دے دے اور مجبوری سے میرے روزے چھٹ رہے ہیں۔ تو معلوم ہوا کہ توفیق کے واسطے ہے تاکہ روزہ کی توفیق اس سے حاصل ہو۔ خدا ہی کی ذات ہے جو توفیق عطا کرتی ہے اور ہر شئے خدا ہی سے طلب کرنی چاہئے۔ خدا تعالیٰ تو قادر مطلق ہے۔ وہ اگر چاہے تو ایک مدقوق کو بھی روزہ کی طاقت عطا کر سکتا ہے۔ فدیہ سے یہی مقصود ہے کہ وہ طاقت حاصل ہو جاوے اور یہ خدا کے فضل سے ہوتا ہے۔ پس میرے نزدیک خوب ہے کہ (انسان) دعا کرے کہ الٰہی یہ تیرا ایک مبارک مہینہ ہے"۔ مبارِک اور مبارَک۔ "اور مَیں اس سے محروم رہا جاتا ہوں اور کیا معلوم کہ آئندہ سال زندہ رہوں یا نہ، یا اِن فوت شدہ روزوں کو ادا کر سکوں یا نہ۔ اور اُس سے توفیق طلب کرے تو مجھے یقین ہے کہ ایسے دل کو خدا طاقت بخش دے گا"۔(البدر جلد ۱۔ نمبر ۷۔ بتاریخ ۱۲/ دسمبر ۱۹۰۲ء)

تو بعض بیماریوں سے بھی روزہ کے ایام میں فدیہ نجات دلوا دیتا ہے جیسا کہ دق کی بیماری ہے۔ بڑی خطرناک ہے لیکن اگر انسان فدیہ دے اور غم محسوس کرے کہ ایسی بیماری لاحق ہو گئی ہے کہ میں روزہ رکھ نہیں سکتا جس کی وجہ سے مجھے فدیہ دینا پڑ رہا ہے تو ایسے فدیہ کی ادائیگی کے وقت اس کو طاقت پیدا ہو جاتی ہے اور اللہ تعالیٰ اس کو گہری بیماریوں سے بھی محفوظ فرما دیتا ہے۔

پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں "اصل بات یہ ہے کہ قرآن شریف کی رخصتوں پر عمل کرنا بھی تقویٰ ہے۔ خدا تعالیٰ نے مسافر اور بیمار کو دوسرے وقت رکھنے کی اجازت اور رخصت دی ہے اس لیے اس حکم پر بھی تو عمل رکھنا چاہئے۔ مَیں نے پڑھا ہے کہ اکثر اکابر اس طرف گئے ہیں کہ اگر کوئی حالتِ سفر یا بیماری میں روزہ رکھتا ہے تو یہ معصیت ہے کیونکہ غرض تو اللہ تعالیٰ کی رضا ہے نہ اپنی مرضی اور اللہ تعالیٰ کی رضا، فرمانبرداری میں ہے۔ جو حکم وہ دے اُس کی اطاعت کی جائے اور اپنی طرف سے اس پر حاشیہ نہ چڑھایا جاوے۔ اس نے تو یہی حکم دیا ہے مَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَرِيْضاً اَوْ عَلىٰ سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ. اس میں کوئی قید اور نہیں لگائی کہ ایسا سفر ہو یا ایسی بیماری ہو۔ مَیں سفر کی حالت میں روزہ نہیں رکھتا اور ایسا ہی بیماری کی حالت میں۔ چنانچہ آج بھی میری طبیعت اچھی نہیں اور مَیں نے روزہ نہیں رکھا"۔

(الحکم جلد ۱۱۔ نمبر ۴۔ بتاریخ ۳۱/ جنوری ۱۹۰۷ء صفحہ ۱۴)

بیماری کی حالت میں روزہ نہ رکھنا ایک ایسا مسلک ہے جس میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دوسروں کی آنکھوں کی قطعاً کوئی پرواہ نہیں ہوا کرتی تھی نہ روزہ رکھنے میں کوئی دکھاوا تھا نہ روزہ نہ رکھنے میں کوئی دکھاوا تھا۔ چنانچہ ایک موقعہ پر جلسہ کے دوران آپ کے لب خشک ہوئے اور آپ نے کچھ پی لیا اور وہ روزہ کا مہینہ تھا اور بہت شور پڑا۔ ان غیر احمدیوں کی طرف سے جو اس میں شامل تھے۔ غالباً پتھراؤ بھی ہوا کہ یہ کیسا انسان ہے جو اپنے آپ کو نبی اللہ کہتا ہے اور روزے نہیں رکھتا۔ تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طبیعت میں انکساری اور سادگی کی یہ علامت ہے کہ آپ نے کبھی کسی چیز میں دکھاوا نہیں کیا جو حقیقت حال تھی اس کو اسی طرح رکھا چنانچہ اس وقت بھی اس مسئلہ کو بیان کرتے وقت بھی آپ نے فرمایا آج میں بیمار ہوں چنانچہ میں نے روزہ نہیں رکھا۔

پھر فرمایا "میرا مذہب یہ ہے کہ انسان بہت دقتیں اپنے اوپر نہ ڈال لے۔ عرف میں جس کو سفر کہتے ہیں خواہ وہ دو تین کوس ہی ہو اس میں قصر و سفر کے مسائل پر عمل کرے۔ اِنّما الأعمالُ بالنّیات"۔ اعمال کی بناء نیتوں پر ہی ہے۔ "بعض دفعہ ہم دو دو تین تین میل اپنے دوستوں کے ساتھ سیر کرتے ہوئے چلے جاتے ہیں مگر کسی کے دل میں یہ خیال نہیں آتا کہ ہم سفر میں ہیں لیکن جب انسان اپنی گٹھڑی اٹھا کر سفر کی نیت سے چل پڑتا ہے تو وہ مسافر ہوتا ہے"۔ خواہ وہ اپنے چھوٹے سے گاؤں کی حد سے ذرا ہی باہر گیا ہو تو اگر وہ گٹھڑی اٹھا کر سفر کی نیت سے چل پڑا ہے تو وہ مسافر ہی ہو گا۔ گٹھڑی اٹھانا محاورہ ہے مراد ہے کہ اپنا سامان پیک کیا سفر کے ارادہ سے باہر نکلا۔ "شریعت کی بناء دِقّت پر نہیں ہے۔ جس کو تم عرف میں سفر سمجھو وہی سفر ہے۔ اور جیسا کہ خدا کے فرائض پر عمل کیا جاتا ہے ویسا ہی اس کی رخصتوں پر عمل کرنا چاہئے۔ فرض بھی خدا کی طرف سے ہیں اور رخصت بھی خدا کی طرف سے"۔(الحکم۔ جلد ۵، نمبر ۶۔ بتاریخ ۱۷/ فروری ۱۹۰۱ء)

اب چونکہ نماز کا وقت تھوڑا رہ گیا ہے اس لئے میں اس خطبہ کو ختم کرتا ہوں۔ جو باقی ہیں آئندہ خطبہ میں انشاء اللہ کام آجائیں گے۔

☆☆......☆☆......☆☆

ESTD:1898

MFRS OF ARMY INDUSTRIAL AND CIVILIAN FANCY SHOES

M. MOOSA RAZA SAHIB & SONS

NO 6 ALBERT VICTOR ROAD FORT

BANGALORE - 560002 INDIA

☎: 6700558 FAX: 6705494

خالص اور معیاری زیورات کا مرکز

الرحیم جیولرز

پروپرائٹر۔ سید شوکت علی اینڈ سنز

پتہ۔ خورشید کلاتھ مارکیٹ۔ حیدری نارتھ ناظم آباد۔ کراچی۔ فون: 629443

اسلام کی ترقی میں مساجد کا کردار

……تقریر محترم ڈاکٹر افتخار احمد ایاز صاحب امیر جماعت احمدیہ برطانیہ بر موقعہ جلسہ سالانہ برطانیہ یکم اگست ۱۹۹۹ء……

۱- اِنَّ اَوَّلَ بَیْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِیْ بِبَکَّۃَ مُبٰرَکًا وَّھُدًی لِّلْعٰلَمِیْنَ ۝(سورہ آل عمران آیت ۹۷)

۲- وَاِذْ جَعَلْنَا الْبَیْتَ مَثَابَۃً لِّلنَّاسِ وَاَمْنًا ط وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰھِیْمَ مُصَلًّی ط وَعَھِدْنَآ اِلٰٓی اِبْرٰھِیْمَ وَ اِسْمٰعِیْلَ اَنْ طَھِّرَا بَیْتِیَ لِلطَّآئِفِیْنَ وَالْعٰکِفِیْنَ وَالرُّکَّعِ السُّجُوْدِ ۝(البقرہ آیت ۱۲۶)

ترجمہ: (۱) سب سے پہلا گھر جو تمام لوگوں کے (فائدہ کے) لئے بنایا گیا تھا وہ ہے جو مکہ میں ہے وہ تمام جہانوں کیلئے برکت والا (مقام) اور موجب ہدایت ہے۔

(۲) اور (اس وقت کو بھی یاد کرو) جب ہم نے اس گھر (یعنی کعبہ) کو لوگوں کیلئے بار بار جمع ہونے کی جگہ اور امن (کا مقام) بنایا تھا اور (حکم دیا تھا کہ) ابراہیمؑ کے کھڑا ہونے کی جگہ کو نماز کا مقام بناؤ۔ اور ہم نے ابراہیمؑ اور اسمٰعیلؑ کو تاکیدی حکم دیا تھا کہ میرے گھر کو طواف کرنے والوں اور اعتکاف کرنے والوں اور رکوع اور سجدہ کرنے والوں کیلئے پاک (اور صاف) رکھو۔

ان آیات میں اللہ یعنی خانہ کعبہ کے اغراض و مقاصد بیان کئے گئے ہیں۔ بیت اللہ چونکہ اوّل المساجد ہے اس لحاظ سے مساجد کی بھی یہی اغراض ہونگی جیسا کہ دوسری جگہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

وَاَنَّ الْمَسٰجِدَ لِلّٰہِ فَلَا تَدْعُوْا مَعَ اللّٰہِ اَحَدًا ۝(سورہ جن آیت ۱۹)

ترجمہ: اور ہم نے یہ بھی فیصلہ کیا ہے کہ مساجد ہمیشہ اللہ ہی کی ملکیت قرار دی جائیں۔ پس اے لوگو! تم میں اس کے سوا کسی کو مت پکارو۔

پس بیت اللہ یا خانہ ہائے خدا کی اغراض قرآن کریم کے مطابق یہ ہیں:-

اول یہ کہ بیت اللہ کو تمام بنی نوع انسان کیلئے بنایا گیا تھا۔ مطلب یہ کہ مسجد ایسا گھر ہوتا ہے کہ مساوات پیدا کرتا ہے۔ اس میں غریب اور امیر، مشرقی او … ربی کا امتیاز مٹا دیا جاتا ہے۔ اس کے دروازے تمام بنی نوع انسان کیلئے کھلے ہوتے ہیں۔ گورے اور کالے کی کوئی تمیز نہیں ہوتی۔ چھوٹے اور بڑے کا اس میں کوئی فرق نہیں ہوتا۔ بلکہ ہر ایک کا مسجد میں مساوی حق تسلیم کیا جاتا ہے۔ پس مسجد کا اولین فائدہ یہ ہے کہ وہ بنی نوع انسان میں مساوات پیدا کرتی ہے۔

دوسری غرض مسجد کی یہ بیان فرمائی کہ وہ مقام مبارک ہوتا ہے اس لئے کہ وہ خدا تعالیٰ کے ذکر کیلئے مخصوص ہوتی ہیں۔ وہاں خدائے واحد کی عبادت اور دُعائیں کی جاتی ہیں اور ایسے مقام پر اللہ تعالیٰ کی برکتیں نازل ہوتی ہیں۔ مساجد اس لحاظ سے بھی مبارک ہیں کہ ان کو صاف ستھرا اور پاکیزہ رکھنے کی ہدایت ہے۔ حتیٰ کہ ان میں آنے والوں کیلئے ہدایت ہے کہ وہ حسب توفیق خوشبو وغیرہ استعمال کر کے آئیں۔

تیسری غرض مساجد کا لوگوں کیلئے ہدایت کا موجب ہونا ہے۔ کیونکہ وہاں دین کی تعلیم اور تبلیغ کا انتظام ہوتا ہے۔ قرآن وحدیث کی درس و تدریس کے علاوہ جمعہ کا خطبہ ہوتا ہے جس میں وعظ و نصیحت کی جاتی ہے اور لوگوں کو قربانیوں پر آمادہ کیا جاتا ہے۔ ان میں دینی اور دنیوی اصلاحات کیلئے مشورے ہوتے ہیں اور مسلمانوں کی فلاح و بہبود اور ترقی کی باتیں بیان کی جاتی ہیں۔

چونکہ بیت اللہ کو مَثَابَۃً لِّلنَّاسِ بھی قرار دیا گیا ہے اس سے بیت اللہ کی چوتھی غرض معلوم ہوتی ہے کہ دنیا کے لوگ چاروں طرف سے یہاں آئیں اور یہاں آکر دینی تربیت اور اعلیٰ اخلاق حاصل کریں۔ مثابۃ کے معنی منذیر کے بھی ہوتے ہیں اس لحاظ سے مساجد کی پانچویں غرض یہ ہے کہ وہ ہر قسم کی برائیوں اور شر سے لوگوں کو محفوظ رکھے۔

مساجد کی چھٹی غرض اس آیت سے یہ معلوم ہوتی ہے کہ وہ امن کے قیام کا ذریعہ ہے۔

مساجد کی ساتویں غرض یہ ہے کہ امامت کو ان کے ذریعے زندہ کیا جاتا ہے۔ کیونکہ اس آیت میں مقام ابراہیمؑ کو جائے نماز بنانے کی نصیحت کی گئی ہے۔ پس مساجد لوگوں کو یہ مسئلہ یاد دلاتی رہتی ہیں کہ تمہارا ایک امام ہونا چاہئے اور اس امام کی اقتداء میں تمہیں ہر کام کرنا چاہئے۔

مساجد کا آٹھواں مقصد یہ ہے کہ وہ مسافروں کے فائدہ کیلئے بنائی جاتی ہیں یعنی مسافر کچھ عرصہ کیلئے ان میں قیام کر سکتا ہے۔ نواں مقصد مساجد کا اس آیت میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ وہ شہر میں بسنے والوں کے فائدہ کیلئے بنائی جاتی ہیں۔ جہاں انسان ان میں تنہائی میں سکون کے ساتھ ذکر الٰہی کر سکتا ہے وہاں مساجد میں اجتماعی عبادات بھی کی جاتی ہیں۔ اور اس طرح مساجد اجتماعی حیثیت سے کام کرنے کی عادت ڈالتی ہیں۔

دسواں مقصد مساجد کا یہ بیان کیا گیا ہے کہ مساجد میں وہ لوگ رہتے ہیں جو خالص اللہ تعالیٰ کیلئے اپنے آپ کو وقف کر دیتے ہیں۔

یہ مساجد کے وہ عظیم الشان فوائد ہیں جو خالصۃً بنی نوع انسان کی فلاح و بہبود اور معاشرے کی ترقی سے تعلق رکھتے ہیں یہی وجہ ہے کہ نظام مسجد کے قیام کے نتیجہ میں مسلمانوں کو نہ صرف دینی فوائد حاصل ہوئے بلکہ انہوں نے اپنی عبادت گاہوں سے قومی، ملی اور معاشرتی منافع بھی حاصل کئے اور یوں مسلمانوں کی عبادت گاہیں اور مساجد نہ صرف ان کی تعلیم و تربیت کا ذریعہ بنیں بلکہ اسلام کی عظیم الشان ترقی کا موجب بھی ہوئیں۔

مکی دور میں بیت اللہ یعنی مسجد حرام کی موجودگی میں اجتماعی طور پر کسی الگ مسجد کی ضرورت پیش نہیں آئی۔ البتہ انفرادی طور پر بعض مساجد کا ذکر ملتا ہے جس کیلئے مسلمانوں نے اپنے گھروں میں جگہیں مخصوص کر لی تھیں۔ جیسے حضرت ابو بکرؓ کی مسجد تھی جس میں آپ راتوں کو اٹھ کر نماز پڑھتے اور گریہ وزاری کرتے اور خوش الحانی سے قرآن کریم پڑھتے تھے، تو آپ کے گردونواح میں رہنے والے مشرک اور کافر آپ کو اس لئے روکتے تھے کہ آپ کی تلاوت اور گریہ سن کر ان کی عورتیں اور بچے جمع ہو جاتے ہیں اور ان پر اس کا اثر ہو جاتا ہے۔ گویا آغاز اسلام سے ہی مساجد تبلیغ کا بھی ایک ذریعہ سمجھی جاتی تھیں۔

ہجرت کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب مدینہ کی نواحی بستی قبا میں چند روز قیام فرمایا تو وہاں اجتماعی عبادات کیلئے مسجد قبا کے نام سے عہد رسالت کی پہلی مسجد تیار کروائی۔ جس کی بنیاد کی پہلی اینٹ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے رکھی دوسری اینٹ حضرت ابو بکرؓ اور تیسری اینٹ حضرت عمرؓ نے رکھی۔ صحابہ خود ہی اس پہلی مسجد کے معمار اور مزدور تھے۔ قرآن شریف میں اس مسجد کا ذکر کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

لَمَسْجِدٌ اُسِّسَ عَلَی التَّقْوٰی مِنْ اَوَّلِ یَوْمٍ اَحَقُّ اَنْ تَقُوْمَ فِیْہِ ط فِیْہِ رِجَالٌ یُّحِبُّوْنَ اَنْ یَّتَطَهَّرُوْا ط وَاللّٰہُ یُحِبُّ الْمُطَّهِّرِیْنَ ۝(توبہ ۱۰۸)

ترجمہ: وہ مسجد جس کی بنیاد پہلے دن سے تقویٰ پر رکھی گئی ہے زیادہ حق دار ہے کہ تو اس میں (جماعت کرانے کیلئے) کھڑا ہو۔ اس میں (آنے والے) ایسے لوگ ہیں جو خواہش رکھتے ہیں کہ بالکل پاک ہو جائیں۔ اور اللہ کامل پاکیزگی اختیار کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اسلام کی اس پہلی مسجد سے والہانہ محبت تھی آپ ہر ہفتہ (سنیچر) کو مدینہ سے تین میل کا فاصلہ طے کر کے مسجد قبا تشریف لاتے اور دو رکعت نماز ادا فرماتے۔ حضرت عمرؓ بعد میں ہفتہ میں دو دن اس مسجد میں حاضری دیتے تھے۔ اور مسجد کی صفائی وغیرہ کے لحاظ سے جس خدمت کی ضرورت محسوس کرتے خود بجا لاتے۔

مدینہ تشریف آوری کے بعد جس کام کو سب سے پہلے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اوّلیت و اہمیت دی وہ مسجد نبوی کی تعمیر تھی۔ جس جگہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنی آکر بیٹھی تھی۔ وہ جگہ مسجد کیلئے خریدی گئی اور اسے ہموار کر کے درخت وغیرہ کاٹ کر وہاں مسجد نبوی کی تعمیر شروع کی گئی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خود دعا مانگتے ہوئے سنگ بنیاد رکھا۔ یہاں بھی صحابہ نے معماروں اور مزدوروں کا کام خود کیا جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خود بھی شرکت فرماتے تھے۔ اور بعض اوقات اینٹیں اُٹھاتے ہوئے عبد اللہ ابن رواحہ کا یہ شعر پڑھتے تھے۔

اَللّٰھُمَّ اِنَّ الْاَجْرَ اَجْرُ الْآخِرَہ
فَارْحَمِ الْاَنْصَارَ وَالْمُھَاجِرَہ

اے اللہ اصل اجر تو صرف آخرت کا اجر ہے۔ پس تو اپنے فضل سے انصار اور مہاجرین پر اپنا رحم فرما۔

جب صحابہ اشعار پڑھتے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی ان کی آواز کے ساتھ آواز ملا دیتے تھے۔ اس طرح ایک لمبے عرصہ کی محنت کے بعد یہ مسجد مکمل ہوئی اس مسجد کی عمارت پتھروں کی سلوں اور اینٹوں کی تھی جو لکڑی کے کھمبوں کے درمیان چن دی گئی تھیں۔ اور چھت پر کھجور کے تنے اور شاخیں ڈالی گئی تھیں۔ مسجد کے ایک گوشے میں ایک چھت دار چبوترہ بنایا گیا تھا جسے صُفّہ کہتے تھے۔ یہ ان غریب مہاجرین کیلئے تھا جو بے گھر بار تھے یہ لوگ یہیں رہتے تھے اور اصحاب صفہ کہلاتے تھے ان کا کام گویا دن رات آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں رہنا، عبادت کرنا اور قرآن کی تلاوت کرنا تھا۔ ان لوگوں کا کوئی مستقل ذریعہ معاش نہ تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خود ان کی خبر گیری فرماتے تھے اور اپنے تحائف میں سے ان کا حصہ ضرور نکالتے تھے۔ بلکہ بعض اوقات خود فاقے کر کے ان کو سیر کرنے میں دلی راحت محسوس کرتے تھے۔

QURESHI ASSOCIATES

Manufacturer-Exporter-Importer of Leather, Silk & Cotton garments Leather Accessories, INDIAN Novelties & all kinds of Indian products.

Contact Person :- M. S. QURESHI (Prop)

Tel : 91-11-3282643 Fax : 91-11-3263992

Postal Address :- 4378/4B, Ansari Road
Daryaganj New Delhi-110002
(INDIA)

یہی چبوترہ اسلام کا پہلا مکتب اور مدرسہ تھا۔ یہاں رہنے والے اصحاب کی تعداد ستر سے سو کے لگ بھگ تک ہو جایا کرتی تھی۔ یہ لوگ اپنے اوقات قرآن شریف سیکھنے، یاد کرنے، احادیث رسولؐ سننے سنوانے کے علاوہ لکھنا پڑھنا سیکھنے میں مصروف رہتے تھے۔ ان کی تعلیم تربیت کیلئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے باقاعدہ بعض اساتذہ اور قُرّاء مقرر فرمادیئے تھے اور یوں مسجد جو ظاہری و باطنی طہارت و تزکیہ کا موجب ہوتی ہے اس کے ساتھ صفہ کا یہ پہلا اسلامی مکتب اصحاب رسولؐ کیلئے تعلیم کتاب و حکمت کا ذریعہ بن گیا تھا۔

یہ تھی مسجد نبوی جو مدینہ میں تیار ہوئی۔ یہاں قومی کام بھی سرانجام پاتے تھے گویا ایوان حکومت کا کام بھی یہی مسجد دیتی تھی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مجالس یہاں لگتی تھیں۔ یہیں تمام قسم کے مشورے ہوتے تھے۔ مقدمات کے فیصلے اور احکام بھی یہیں سے صادر ہوتے تھے۔ یہ قومی مہمان خانہ بھی تھا اور حسبِ ضرورت جنگی قیدیوں کی حبس گاہ کیلئے بھی اسے استعمال کیا جاتا تھا۔ سر ولیم میور اس مسجد کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"گو یہ مسجد تعمیر کے لحاظ سے نہایت سادہ اور معمولی تھی، لیکن محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی یہ مسجد اسلامی تاریخ میں ایک خاص شان رکھتی ہے۔ رسولِ خدا اور ان کے اصحاب اسی مسجد میں اپنے وقت کا بیشتر حصہ گزارتے تھے۔ یہیں اسلامی نماز کا باقاعدہ باجماعت صورت میں آغاز ہوا۔ یہیں تمام مسلمان جمعہ کے دن خدا کی تازہ وحی کو سننے کیلئے مؤدبانہ اور مرعوب حالت میں جمع ہوتے تھے۔ یہیں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اپنی فتوحات کی تجاویز پختہ کیا کرتے تھے۔ یہی وہ ایوان تھا جہاں مفتوح اور تائب قبائل کے وفود ان کے سامنے پیش ہوتے تھے۔ یہی وہ دربار تھا جہاں سے وہ شاہی احکام جاری کئے جاتے تھے۔ جو عرب کے دور دراز کونوں تک باغیوں کو خوف سے لرزا دیتے تھے اور بالآخر اسی مسجد کے پاس اپنی بیوی عائشہؓ کے حجرے میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے اپنی جان دی اور اسی جگہ اپنے دو خلیفوں کے پہلو بہ پہلو وہ مدفون ہیں"۔

(لائف آف محمدؐ مصنفہ سر ولیم میور بحوالہ سیرت خاتم النبیین)

مسجد نبوی نے اسلامی ترقی میں جو کردار ادا کیا اس کا اندازہ ایک فرانسیسی مورخ کے اس تصوراتی واقعہ سے خوب ہوتا ہے جو لکھتا ہے کہ:

"مجھے اس بات میں بڑا مزا آرہا ہے کہ سر اور پاؤں سے ننگے، پیٹ سے خالی۔ اکثر ان پڑھ ایک کچی مسجد کے اندر بیٹھے ہوئے۔ جس کی چھت کھجور کی ٹہنیوں سے بنی ہوئی ہے۔ کیا باتیں کررہے ہیں۔ کہتے ہیں کہ قیصر کے مقابلے کیلئے کسے بھیجا جائے، کسریٰ کو کس طرح تباہ کیا جائے۔ میں تو حیران ہوں کہ یہ لوگ بیٹھے ہوئے کہاں اور کس حالت میں ہیں لیکن باتیں کیا کرتے ہیں اور جب یہ باتیں کر کے اُٹھتے ہیں تو سب کو بھگا دیتے ہیں"۔

حق یہی ہے کہ اسلامی فتوحات کی تمام بنیادیں دراصل مسجد نبوی میں ہی رکھی گئی تھیں۔ خواہ وہ اصلاحی و اخلاقی فتوحات ہوں یا قیصر و کسریٰ کی حکومتوں کی ظاہری فتوحات۔

مدنی دور کی ابتداء میں ہی مسجد قبا اور مسجد نبوی کی تعمیر کی طرف توجہ اور اہتمام اس بات کی طرف اشارہ ہیں کہ مسلمانوں کو جب بھی توفیق اور طاقت ہو وہ سب سے پہلے بلکہ اپنے گھر سے بھی پہلے اجتماعی عبادت گاہ کا انتظام کریں اور مسجد تعمیر کریں۔ اور اسے اپنے اجتماعی نظام کی روح اور دینی مرکزیت کی جان سمجھیں۔ مزید برآں ان ابتدائی مساجد کی سادگی بھی ہمارے لئے ایک نمونہ ہے، جسے اختیار کر کے بکثرت ایسے مقدس گھر تعمیر کئے جاسکتے ہیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جہاں ان ابتدائی مساجد یعنی مسجد حرام (خانہ کعبہ) اور مسجد نبوی اور مسجد اقصیٰ کی فضیلت و شرف کا ذکر فرمایا ہے وہاں ان کے تابع اور مساجد کی تعمیر کی طرف بھی توجہ دلائی اور فرمایا:- "جو شخص اللہ کی رضا کی خاطر مسجد تعمیر کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کی خاطر جنّت میں گھر بناتا ہے"۔ اسی طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انفرادی نماز کے مقابل پر مسجد میں باجماعت نماز کا کئی گنا زیادہ ثواب اور اجر بیان فرمایا۔

تعمیر مساجد کیلئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذاتی نمونے کے علاوہ اس تحریک و تحریض کا نتیجہ یہ ہوا کہ مسلمانوں میں آغاز اسلام سے ہی اپنے محلّہ اور قبیلہ کی سطح پر تعمیر مسجد کو ایک بنیادی اہمیت حاصل رہی۔ چنانچہ مدینہ کے گردو نواح میں تھوڑے ہی عرصہ میں بنو قریظہ، بنو حارثہ، بنو ظفر، بنو وائل، بنو حرام، بنو زُریق اور بنو سلمہ کے محلوں میں مساجد تیار ہوگئیں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم وحدت و اجتماعیت کے پیش نظر قیام مسجد کو اتنی اہمیت دیتے تھے کہ مختلف جنگوں کے موقعوں پر بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مساجد کے لئے جگہیں مختص کیں۔ چنانچہ غزوہ خندق میں محصور ہونے کے زمانہ میں آپ نے جس جس جگہ نماز پڑھی وہاں پانچ مساجد تعمیر ہو چکی ہیں۔

اسی طرح ۷ ہجری میں غزوہ خیبر کے موقع پر جب آپ کو کچھ عرصہ کیلئے یہود کا محاصرہ کرنا پڑا تو وہاں بھی آپ نے ایک چھوٹی سی مسجد تعمیر کی تھی اور فتح خیبر کی رات آپ نے اس میں خاص دُعاؤں کی توفیق پائی دراصل مسجد کا دُعا کے ساتھ بھی گہرا تعلق ہے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام تر فتوحات دُعاؤں کے نتیجہ میں ہی تھیں۔ غزوہ بدر میں بھی آپ اپنے خیمہ میں خدا تعالیٰ کے حضور سجدہ ریز ہو کر بڑے درد اور الحاح کے ساتھ یہ دُعا کر رہے تھے کہ اے اللہ اگر تو نے اس مٹھی بھر جماعت کو ہلاک کر دیا تو پھر روئے زمین پر تیری عبادت کون کرے گا۔ یہ دُعائیں کرتے ہوئے آپ کے بدن پر لرزہ طاری تھا اور آپ کے کندھے سے آپ کی چادر گر گر جاتی تھی۔ حضرت ابو بکرؓ سے یہ حالت دیکھی نہ گئی اور انہوں نے عرض کیا: یارسول اللہ! (صلی اللہ علیہ وسلم) اب بس کیجئے گویا آپ نے تو دُعا کی حد کر دی۔ مگر یہ وہ دُعا ہی تو تھی جس نے بدر کے میدان میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کنکروں کی مٹھی میں ایک ہولناک تیز آندھی کی قوت بھر دی تھی جسے خدا تعالیٰ کی تائید و نصرت حاصل تھی۔ پس بدر کی فتح دراصل دُعاؤں کی فتح تھی، عبادت گزاروں کی فتح تھی۔ پس میدانِ جنگ میں بھی آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز اور مسجد کے اہتمام میں مسلمانوں کی وحدت قائم رکھنے کے علاوہ دُعاؤں کی اہم غرض شامل ہوتی تھی۔

میدان جنگ میں مسلمانوں کی وحدت کے یہ نظارے بسا اوقات دشمن کو مرعوب کرنے اور اس کی ہوا نکالنے کا زبردست ذریعہ بن جاتے تھے۔ فتح مکّہ کے موقع پر ابو سفیان نے دیکھا جبکہ فجر کی نماز کا وقت تھا کہ ہزاروں مسلمان محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء میں کبھی کھڑے ہو جاتے ہیں، کبھی رکوع میں چلے جاتے ہیں، کبھی سجدہ میں گر جاتے ہیں اور کبھی تشہد میں بیٹھ جاتے ہیں تو اس نے اپنی بیوقوفی سے سمجھا کہ شاید یہ میرے لئے کوئی نئی قسم کا عذاب تجویز ہو رہا ہے اور میرے قتل کی تدبیریں ہو رہی ہیں۔ چنانچہ اس نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ عباس! یہ لوگ صبح صبح کیا کر رہے ہیں۔ میں دیکھتا ہوں کہ محمد رسول اللہؐ کھڑے ہوئے تو دس ہزار آدمی ان کی اقتداء میں کھڑے ہوگئے وہ رکوع میں گئے تو دس ہزار آدمی رکوع میں چلے گئے وہ سجدہ میں گرے تو دس ہزار آدمی سجدہ میں گر گئے وہ تشہد میں بیٹھے تو دس ہزار آدمی تشہد میں بیٹھ گئے۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یہ لوگ نماز پڑھ رہے ہیں۔ وہ حیران ہو کر کہنے لگا۔ میں نے قیصر کا دربار بھی دیکھا ہے اور کسریٰ کا بھی مگر میں نے تو ان بڑے بڑے بادشاہوں کی بھی اس طرح اطاعت نہیں دیکھی جس طرح یہ لوگ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کر رہے ہیں۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے کہا: ابو سفیان تم تو یہ کہتے ہو۔ ان لوگوں کی تو یہ کیفیت ہے کہ اگر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انہیں کہیں کہ کھانا پینا چھوڑ دو تو یہ کھانا پینا بھی چھوڑ دیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ایک خصوصیت یہ بیان فرمائی تھی کہ میرے لئے تمام روئے زمین سجدہ گاہ اور پاکیزہ قرار دی گئی ہے اللہ تعالیٰ نے آپ کے وجود کے صدقے امت کو بڑی کثرت سے مسجدیں عطا کیں چنانچہ سفر و حضر میں جس جس مقام پر آپ نے نماز ادا کی اور آپ کے عشاق اور غلاموں کو اس کا علم ہوا تو انہوں نے ہر اس جگہ پر ایک مسجد کھڑی کر دی۔

بدر کے راستہ پر جہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی تھی وہاں حضرت ابو بکرؓ نے مسجد تعمیر کرادی تھی اسی طرح غزوہ بنو نضیر ۴ ہجری میں جہاں آپ نے نماز ادا فرمائی وہاں "الفضیق" کی مسجد تعمیر ہے۔ ۸ ہجری میں محاصرہ طائف کے دوران آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جس ٹیلے پر نماز پڑھی تھی وہاں بھی آج ایک مسجد تعمیر ہے اسی طرح مدینہ کے اردگرد جہاں جہاں حضور نے نمازیں پڑھی وہاں مسجدیں ہی مسجدیں ہوگئیں۔ اسی طرح حجۃ الوداع میں مکّہ اور مدینہ کے درمیانی راستوں میں جہاں جہاں آپ نے نماز پڑھی وہاں پر مساجد تعمیر ہو چکی ہیں۔ ۹ ہجری میں سفر تبوک میں جن راستوں سے آپ گزرے اور نمازیں پڑھیں وہاں پر اُنیس مساجد تعمیر شدہ ہیں۔

اسلامی ریاست کی وسعت کے ساتھ ساتھ مساجد کی یہ صورت ابھر کر سامنے آئی کہ ہر شہر کی ایک جامع مسجد ہوتی تھی جبکہ قبائل اور محلوں کی الگ الگ مساجد ہوا کرتی تھیں۔ چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے والئ بصرہ حضرت ابو موسیٰ الاشعری کو لکھا کہ وہ ایک جامع مسجد تعمیر کرائیں اور قبائل کیلئے بے شک الگ مساجد ہوں۔ جمعہ کے روز تمام لوگ جامع مسجد میں آیا کریں اسی طرح کوفہ میں حضرت سعد بن ابی وقاصؓ اور مصر میں حضرت عمرؓو بن العاص کو بھی یہی ہدایت فرمائی۔

اسلامی فتوحات کے زمانہ میں جو نئے شہر فتح ہوئے یا جن کے ساتھ صلح کے معاہدے ہوئے ان کے عہدناموں میں مساجد کیلئے الگ زمین باقاعدہ طور پر حاصل کی جاتی تھی۔

حضرت سعد بن ابی وقاصؓ نے ۱۶ ہجری میں مدائن فتح کیا تو ایوان کسریٰ میں فتح کی خوشی میں نماز پڑھانے کے بعد اسے مسجد میں تبدیل کر دیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ۱۷ ہجری میں بیت المقدس کی فتح کے بعد ہیکل سلیمانی کی جگہ پر ایک مسجد تعمیر کروائی۔ جو مسجد عمرؓ کے نام سے مشہور ہے۔ دراصل فتح کے موقع پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو مفتوح قوم نے بیت المقدس میں نماز پڑھنے کی پیشکش کی تھی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس خیال سے کہ ان کے یہاں نماز پڑھنے سے مسلمان اس کو مسجد بنالیں گے اور یوں مفتوح قوم

باقی صفحہ (11) پر ملاحظہ فرمائیں

PRIME AUTO PARTS

HOUSE OF GENUINE SPARES

AMBASSADOR & MARUTI

P, 48 PRINCEP STREET

CALCUTTA- 700072 ☎ 2370509

تحفّظ ختم نبوت یا تحفظ پر سٹیج

محمد فیروز الدین انور۔ کلکتہ

گرمی شباب پر تھی اور خاکسار کو بریک جرنی کر کے لکھنؤ کسی کام سے رکنا پڑا تھا۔ چنانچہ اپنا کام نپٹانے کے بعد مسلم محلے کے ایک اچھے سے ہوٹل میں بیٹھا بیرا کے کھانا لانے کا انتظار کر رہا تھا کہ ایک تندرست اور تیز طرّار قسم کے مولانا داخل ہوئے جن کی عمر تقریباً 55-50 سال ہوگی۔

مولانا نے آتے ہی ایک گلاس لسی کا آرڈر دیا اور وہ بھی خاکسار کی طرح اسی ٹیبل پر انتظار کرنے لگے۔۔۔ مولانا کو بیٹھتے دیکھ کر خاکسار نے عرض کیا۔۔۔ مولانا! اگر آپ پسند فرمائیں تو اس لسی کی قیمت خاکسار ادا کر دے۔ مولانا۔۔۔ نہیں بالکل نہیں۔ میں اللہ کے فضل سے "مجاہد اسلام" ہوں اور اسلام کی خاطر ہر قربانی کیلئے تیار ہوں۔ یہ ایک پانچ روپؤں کی کیا حقیقت ہے میرے سامنے جبکہ اس جہاد اور قربانی کے عوض اللہ نے جنت کی بشارت دی ہے۔

خاکسار۔ (دل میں مولانا کے تیور دیکھ کر سمجھا کہ آج ضرور کسی کو طلاق دیں گے یا دلوائیں گے۔ یا کسی پر کفر کا فتویٰ صادر فرمائیں گے) ابھی لسی نہیں آئی تھی اور مولانا بہت پریشان نظر آ رہے تھے۔

خاکسار۔۔ (مولانا سے) معلوم ہو رہا ہے آپ کوئی مہم سر کر کے آ رہے ہیں۔ ذرا خاکسار کو بتائیں گے وہ کون سا جہاد ہے جسے ابھی ابھی فتح کر کے آئے ہیں۔ مولانا۔۔۔ ایک بڑا سا لفافہ دکھا کر میں ابھی ابھی ڈاک خانہ سے یہ رجسٹری خط لیکر آ رہا ہوں۔ کمبخت یہ ڈاک والے اپنی ذمہ داری بالکل نہیں سمجھتے۔۔۔ یہ پاکستان سے کچھ تصاویر آئی ہیں جو میرے ایک عزیز نے میرے پاس بڑی محنت سے حاصل کر کے بھیجی ہیں۔ اور لفافہ میرے ہاتھ میں تھما دیا۔۔۔

خاکسار۔۔۔ لفافہ کی تصویریں دیکھنے لگا یہ تصاویر کسی مسجد احمدیہ پر لکھے کلمہ طیبہ کو مٹانے کے منظر کی تھیں۔ جس میں مجاہدین اسلام۔ پولیس۔ اور حکام کے تعاون سے کلمہ مٹا رہے تھے۔ یہ کم از کم 12-10 تصویریں تھیں۔ اسی دوران لسی آگئی اور مولانا نے فٹافٹ لسی پی لی۔ اور گلاس کو ٹیبل پر پٹخ دیا۔ رومال سے منہ پونچھتے ہوئے تصویریں واپس لینے کیلئے ہاتھ بڑھا دیا۔

خاکسار...... مولانا میں سمجھا نہیں یہ کیا سارے کے سارے مسلمان ہیں؟

اگر مسلمان ہیں تو کلمہ کیوں مٹا رہے ہیں ؟؟ سعودی عربیہ کے جھنڈے میں کلمہ ہے تو وہ کبھی سرنگوں نہیں ہوتا۔ اور یہاں آپ کلمہ مٹا کر مجاہد اسلام بن رہے ہیں۔ آپ میں اور سعودیہ میں زیادہ پکا مسلمان کون ہے؟ اور کون جہاد فی سبیل اللہ کر رہا ہے؟؟

مولانا...... فی الحال یہ بات میں آپ کو سمجھا نہیں سکتا۔ مجھے اور بھی کئی کام ہیں۔

آپ کسی روز ہمارے دفتر مجلس تحفظ ختم نبوت سہارنپور میں آئیں تو تفصیل سے گفتگو ہو۔

خاکسار۔۔۔ میرا دوسرا سوال ہے کہ کیا کلمہ میں جس نبی کا نام ہے اسی نبی کی نبوت کی حفاظت آپ نے اپنے ذمہ لے رکھی ہے۔ اس نبی کے نام اور رسالت کے ذکر والے کلمہ کو آپ مٹا رہے ہیں کیا یہ حیرت کی بات نہیں؟

مولانا۔۔۔ یہ بھی آپ کو بعد میں بتاؤں گا۔

خاکسار۔۔۔ میرا اگلا سوال ہے۔ جو چیز ختم ہوگئی۔ اس کی حفاظت کرنے کی کیا ضرورت ہے؟۔ جیسے اس گلاس کی لسی ختم ہوگئی۔ اب آپ کس کی حفاظت کریں گے گلاس کی حفاظت یا لسی کی؟۔۔۔

مولانا حفاظت تو اس چیز کی کی جاتی ہے جو ابھی جاری ہو۔ جو ابھی ابتدائی مرحلے میں ہو۔ اور کمزور ہو۔ جو مقدار کے لحاظ سے کم ہو۔ اور چاہنے والے زیادہ ہوں۔

مولانا۔۔۔ جلدی میں ہوں۔ مگر ان سب باتوں کا جواب آپ کو ضرور دوں گا۔

خاکسار۔۔۔ جزاک اللہ۔ مجھے آپ اپنا مکمل پتہ لکھ دیں۔ میں پھر ملوں گا۔

مولانا۔۔۔ آپ مجھے اجازت دیں!۔

خاکسار۔۔۔ میرا آخری سوال بھی سن لیں کیا ہر طرح کی نبوت بند ہے۔ یا کچھ نبوت یا رسالت جاری بھی ہے۔

مولانا...... ہر طرح کی نبوت بند ہے یعنی اب کوئی نبی نہیں آئے گا۔ اور نہ اس کی ضرورت ہے۔

خاکسار...... وہ نبی جس کیلئے یہ کائنات عمل میں آئی۔ وہ ذی شان نبی جس کی آمد کے بارے میں قرآن مجید میں پیشگوئی ہے کیا وہ نبی بھی نہیں آئے گا؟

مولانا...... جی ہاں۔ ہر طرح کی نبوت اور رسالت بند ہے۔ اب کوئی۔ نبی۔ نہیں۔ آئے گا۔

خاکسار...... مولانا آپ کی باتوں سے پتہ چلتا ہے کہ نبوت جاری رہنے میں اللہ اور اس کے رسول صلعم کی مرضی بیشک ہو سکتی ہے مگر آپ کو اپنی پر سٹیج کی پڑی ہے۔ یعنی آپ تحفظ ختم نبوت نہیں بلکہ تحفظ پر سٹیج فرما رہے ہیں۔ لیکن آپ جان لیں کہ قرآن حکیم کی رو سے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم دنیا میں پھر تشریف لائیں گے۔ لیکن آپ نے نبوت کی کھڑکی اور دروازے یہاں تک کہ سوراخ تک کو یوں بند کر دیا ہے کہ اب جو کوئی بھی شخص آئے گا آپ کی مرضی سے آئے گا اور جو کچھ بھی کرنا ہو گا آپ کریں گے دوسرے کسی کو خواہ وہ اللہ ہو یا اس کا رسول ہو۔ سب کی مرضی اور حقوق سلب کر دئے ہیں آپ نے نعوذ باللہ اور آپ بھول گئے ہیں کہ مَكَرُوا وَمَكَرَ اللّٰهُ وَاللّٰهُ خَيْرُ الْمٰكِرِيْنَ ۔ اللہ اپنی تدبیروں اور سکیموں میں بہتر ہے۔ وہاں آپ کی کچھ پیش نہیں جائے گی۔

مولانا...... آپ کا یہ سب وہم ہے اب کوئی نبی نہیں آئے گا۔ نیا۔ یا پرانا۔ بڑا۔ یا چھوٹا۔

خاکسار...... وَآخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۔ والی آیت جو سورۃ جمعہ میں ہے۔ اس کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟

مولانا...... استغفر اللہ۔ پھر وہی بات۔ دیکھئے آپ مسلسل گمراہ کن سوالات کرتے جا رہے ہیں۔ ایک بار نہیں۔ کئی بار کہہ چکا ہوں اب کوئی نبی نہیں آئے گا۔

خاکسار...... دیکھئے مولانا۔ آپ مسلسل حقیقت سے دور۔ دور۔ اور دور ہوتے جا رہے ہیں۔ جبکہ وَآخَرِيْنَ مِنْهُمْ والی آیت کے مطابق رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت ثانیہ مقدر ہے۔ دوسرے ابھی امام مہدی بھی آئیں گے۔ جو قرآن اور احادیث سے آنا ثابت ہے۔ مگر آپ بضد ہیں کہ نبی اب نہیں آئے گا۔ تو آپ خود بتائیں کہ کیا آپ کی باتیں اور عقیدہ قرآن و حدیث سے بالا ہیں۔

مولانا...... (ذرا نرم لہجہ میں) دیکھئے میرا وقت آپ برباد نہ کریں۔

ہمارا پالا آپ جیسے آدمیوں سے پڑتا رہتا ہے۔ آپ یقیناً۔ دہریہ ہیں یا پھر کمیونسٹ ہیں۔

۔ یا پھر ...... خاکسار ...... قادیانی

مولانا...... ہاں ٹھیک قادیانی۔ آپ ان تینوں میں سے ایک ہیں۔

خاکسار...... میں قادیانی ہوں۔ آپ میری باتوں سے اندازہ نہیں لگا سکے کہ آپ جیسے ہیوی ویٹ مولانا سے کس طرح بے دھڑک باتیں کر رہا ہوں۔ مولانا میں قادیانی ہوں۔ اس لئے آپ کسی بھی عیسائی مولوی اور دہریوں ۔ آریوں۔ کمیونسٹوں کو بھی لائیں۔

خاکسار وہ بات کہنے اور پوچھنے میں ذرا بھی نہیں جھجکے گا جس کا تعلق ہمارے دین اور خدا اور رسول سے ہے۔

مولانا...... اور آپ بھی کان کھول کر سن لیں۔ ہم کسی بھی قادیانی سے بات تو کرنا دور کی بات ہے اس سے سلام تک کرنے کو تیار نہیں۔ سمجھے آپ؟ خدا حافظ۔

خاکسار...... مگر آپ نے تو یہ بتایا نہیں کہ ان تصویروں کا کیا کریں گے۔ آپ؟؟۔

مولانا...... ان تصویروں کی تمام بڑے شہروں میں نمائش کریں گے۔ اور پھر ایک بڑا اجتماع سہارنپور میں ہوگا۔ جہاں سے ایک وفد کی صورت میں ہم حکومت وقت کو دکھا کر ان سے اپیل کریں گے کہ ہندوستان میں بھی ان قادیانیوں کو کافر اور دائرہ اسلام سے خارج کر دے اور پاکستان کی طرح ان پر قرآن۔ سلام۔ کلمہ۔ اذان وغیرہ کی ادائیگی پر پابندی لگا دے۔

خاکسار...... مگر آپ کامیاب ہوں گے نہیں۔ کیونکہ آپ اپنے دکھوں اور پریشانیوں کا ذکر حکومت سے کرتے ہیں۔ اسی سے اس کے ازالہ کی درخواست کرتے ہیں۔ گویا حکومت آپ کی ملجاو ماوا ہے۔

بتوں سے تجھ کو امیدیں خدا سے نومیدی
مجھے بتا تو سہی اور کافری کیا ہے

اقبال

اور آپ پہلے بھی درخواست کر چکے ہیں مگر حکومت نے اس معاملہ کو سلجھایا نہیں اب پھر کوشش کر لیں...... میرے بڑے اچھے مولوی صاحب! اپنی کامیابی اور حمایت میں اللہ کو کیوں پیش نہیں کرتے...... جیسے ہم کرتے ہیں۔ الیس اللّٰہ بکاف عبدہ۔ اور پھر اللہ کی رحمت ہمارے لئے مخصوص ہو جاتی ہے۔ کیونکہ لا رآدّ لفضلہ...... میرا خیال ہے میری بات آپ اچھی طرح سمجھ گئے ہوں گے۔ سمجھے آپ؟

اور یہ بھی سن لیں آپ کے اس زہریلے پروگرام کا ہمارے پاس کیا جواب ہے وہ ہے ......

اَللّٰهُمَّ مزقهُمْ كُلَّ مُمزق وسحقهُمْ تسحيقا۔

اے اللہ انہیں پارہ پارہ کر دے۔ انہیں پیس کر رکھ دے اور ان کی خاک۔ اڑا دے۔ خدا حافظ۔ اور پھر مولانا ہم سے دور۔ دور۔ اور بہت دور چلے گئے۔

☆ ☆ ☆

درخواست دُعا

مکرم ناصر احمد صاحب بھٹی معلم وقف جدید ربوہ کے دماغ کا آپریشن ہوا ہے کامل و عاجل صحتیابی اور تمام پیچیدگیوں سے محفوظ رہنے کیلئے درخواست دعا ہے۔ (مظفر احمد ظفر قادیان)

پتے کی پتھری

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ
پتے کی پتھری بغیر اپریشن کے دس دن کے اندر دیسی دوائی سے نکل جاتی ہے
علاج قادیان آکر کروانا ہوگا
Phone No : 01872-71152
حکیم عبد الحمید ملکانہ محلّہ احمدیہ قادیان

اتر پردیش میں جماعت احمدیہ کی ترقی

آسماں پر دعوت حق کیلئے ایک جوش ہے
ہو رہا ہے نیک طبعوں پر فرشتوں کا اتار

خلافت رابعہ کے بابرکت انقلابی دور میں بھارت کے مختلف صوبوں میں لاکھوں لوگ جماعت احمدیہ میں داخل ہو رہے ہیں۔ بھارت کے صوبہ اتر پردیش میں تو گاؤں کے گاؤں احمدیت میں داخل ہو چکے ہیں محترم چوہدری محمد نسیم صاحب امیر صوبائی یوپی کی قیادت میں مبلغین و معلمین و داعیین الی اللہ دن رات تبلیغ میں مصروف ہیں۔ ایک زمانہ تھا جب یوپی میں جماعت احمدیہ کی طرف لوگوں کا رجحان نہیں تھا لیکن آج تو یہ عالم ہے کہ لوگ خود بخود بخوشی احمدیت میں شامل ہوتے ہیں اور اسے فخر سمجھتے ہیں۔ دراصل یوپی میں ایک عرصہ دراز تک ملّاں مولویوں نے سیدھے سادھے لوگوں کو گمراہ کر رکھا تھا اور اُن سے طرح طرح کے چندے وصول کرتے اور تعویز گنڈے جھاڑ پھونک کے ذریعہ عوام مسلمانوں کو ٹھگتے تھے یہاں تک کہ نماز جنازہ پڑھانے۔ نکاح پڑھانے۔ خلع طلاق دلوانے تقریر کرنے اور میلاد پڑھنے و نیاز فاتحہ کے نام پر سیدھے سادے غریب مسلمانوں سے پیسہ بٹورتے تھے۔ لیکن جب سے احمدی مبلغین و معلمین مسلمانوں کے بچوں کو مفت تعلیم دیتے اور مسلمانوں کی سبھی تقریبات بغیر کسی فیس و پیسہ لئے کرتے ہیں۔ بے شمار بچے اور بچیوں کو قرآن شریف مفت پڑھاتے ہیں نماز سکھاتے ہیں اور اللہ واللہ کے رسول محمد صلعم کی تعلیمات گھر جا جا کر دیتے ہیں تب سے ملا مولویوں کو یہ فکر ہے کہ ان کا پیٹ کس طرح بھرے جبکہ احمدی مبلغین کو یہ تڑپ ہے کہ مسلمانوں کو نماز قرآن شریف کس طرح سکھایا جائے۔ ملا مولوی مدرسہ و مسجد کے نام سے لاکھوں روپے مسلمانوں سے بٹورتا ہے اور اُس سے اپنی بلڈنگ بناتا ہے اور اپنی بیوی بچوں کا پیٹ پالتا ہے جبکہ احمدی جماعت اپنے بجٹ سے مسجد بناتی ہے اور بچوں کیلئے مفت دینی تعلیم کا انتظام کرتی ہے کبھی مسجد اور مدرسہ کے نام پر چندہ نہیں لیتی۔ آج یوپی کے عوام مسلمان بھائی یہ سمجھ چکے ہیں کہ اگر اسلام کی کوئی خدمت کر رہا ہے تو وہ احمدی کر رہے ہیں اور پچھلے سال یوپی میں آٹھ لاکھ ستر ہزار سے زائد لوگ جماعت احمدیہ میں شامل ہوئے تھے اور صرف یوپی سے ہی چار ہزار سے زیادہ لوگوں نے بسوں اور ٹرین سے مرکز احمدیت قادیان کے حالیہ جلسہ سالانہ میں شرکت کی تھی اور وہاں جو کچھ دیکھا اور سنا وہ بالکل اس کے برعکس تھا جو ملا مولوی کہتے تھے۔ انہوں نے قادیان میں دیکھا کہ احمدی نہ تو شرک کرتے ہیں نہ کوئی بدرسوم ان کے یہاں ہیں بلکہ ہر احمدی پانچوں وقت کی نماز پڑھتا ہے۔ قرآن کریم پر کامل ایمان رکھتا ہے اور حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو سب نبیوں کا سردار اور خاتم النبیین جانتا ہے غریب مسلمانوں کا اگر صحیح معنوں میں کوئی ہمدرد ہے تو احمدی ہی ہیں اور ان کو ہی فکر ہے کہ ان غریب مسلمانوں کو کس طرح آگے بڑھایا جائے اور ان کی ترقی ہو ان کی نسلیں تعلیم یافتہ ہوں۔

اب جب یہ لوگ قادیان سے واپس اپنے گھروں کو آئے ہیں تو ان کے اندر اتنا جوش پایا جاتا ہے کہ ان میں سے ہر ایک احمدیت کا مبلغ بن گیا ہے اور اب ان کے ذریعہ علاقے کے علاقے احمدیت کی گود میں خود بخود آرہے ہیں اور چاروں طرف يَدْخُلُوْنَ فِي دِيْنِ اللّٰهِ اَفْوَاجًا کا نظارہ ہے۔ یوپی کے مبلغین و معلمین و داعین الی اللہ و نئی جماعتیں ایک نئے عزم اور ولولہ کے ساتھ اُٹھی ہیں نہ دن دیکھتے ہیں نہ رات۔ نہ سردی نہ گرمی۔ شدید دھند اور گہرے کہرے ان کے سامنے کچھ نہیں اور نہ جون جولائی کی تیز دھوپ اور لو کے تھپیڑے ان کی راہ میں روک بن رہے ہیں۔ محترم چوہدری محمد نسیم صاحب امیر جماعت احمدیہ یوپی لگاتار لمبے لمبے تبلیغی سفر پر ہی رہتے ہیں اپنا کاروبار اور بیوی بچوں کی پرواکئے بغیر دن رات تبلیغ و مسلمانوں کی خدمت کیلئے اپنے آپ کو وقف کر رکھا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ

ہر گام پر فرشتوں کا لشکر ہو ساتھ ساتھ
ہر ملک میں تمہاری حفاظت خدا کرے
قائم ہو پھر سے حکم محمد جہان میں
ضائع نہ ہو تمہاری یہ محنت خدا کرے

(محمد نسیم خان صدر مجلس خدام الاحمدیہ بھارت)

ارشاد نبویؐ
خَيرُ الزَّادِ التَّقوىٰ
سب سے بہتر زادِ راہ تقویٰ ہے
منجانب
رکن جماعت احمدیہ ممبئی

طالبان دُعا:-
آٹوٹریڈرز
Auto Traders
16 مینگو لین کلکتہ 700001
دکان-248-1652, 248-5222
رہائش-243-0794 27-0471

ایک نیا تجربہ

اس مادی دنیا میں انسان اپنے لئے کچھ نہ کچھ ضرور پس انداز کرتا ہے تاکہ آئندہ ضروریات یا مشکل وقت میں کام آسکے۔ مگر بعض ضروریات ایسی ہوتی ہیں جن کا دنیا سے تعلق ہوتا ہے بعض ایسی جن کا اللہ تعالیٰ کی رضا سے تعلق ہوتا ہے۔ ان میں ایک حصہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد کے مطابق کہ جو کچھ میں نے تمہیں دیا ہے اس میں سے اپنی بساط کے مطابق میری راہ میں خرچ کرو۔ خواہ علم ہو یا عقل ہو یا مال ہو یا اولاد ہو یا پھر جانی قربانی ہو اور اس راہ میں خرچ کرنے والوں کے ساتھ اس کا وعدہ ہے کہ جو بھی خرچ کروگے میں اس میں تمہیں محتاج نہیں کروں گا بلکہ اس سے بڑھ کر عطا کروں گا اور اس نے اس وعدہ کو ہمیشہ پورا کیا ہے۔ جماعت احمدیہ میں ہر فرد نے اپنے عہد بیعت میں اقرار کیا ہے کہ میں دین کو دنیا پر مقدم رکھوں گا اور اپنی اپنی توفیق سے اس عہد پر عمل کرتا ہے۔ ایک تجربہ میں نے کیا ہے اور اس کی بے شمار برکات پائی ہیں وہ یہ کہ جب بھی امام وقت تحریک جدید یا وقف جدید کے نئے سال کا اعلان فرماتے ہیں اس وقت جو بھی توفیق ہو وعدہ کرکے یکمشت ادا کردیں۔ کیونکہ اگر کوئی آپ کو ہنگامی ضرورت پڑے تو آپ پوری کرتے ہیں خواہ قرض اُٹھا کر ہی کرلیں۔ اس طرح اللہ کی راہ میں وعدہ کے ساتھ ہی ادائیگی بھی کردیں جو بھی توفیق ہے۔ میرا یقین ہے کہ اللہ تعالیٰ ایسے انسان کو محتاجی سے بچالیتا ہے۔ پس اب جب کہ حضور نے تحریک جدید کے نئے سال کا اعلان فرمایا۔ امسال احباب جو وعدہ کریں اس کے ساتھ اپنی توفیق کے مطابق ادائیگی کردیں۔ مجھے یقین کامل ہے کہ خدا تعالیٰ ہر شخص کو جو اس طرح کرے گا محتاجی سے بچائے گا اور رزق میں فراخی عطا فرمائے گا کیونکہ سب کچھ اس نے دیا ہے اور وہی ہر ضرورت پوری کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دُعا ہے کہ وہ ہم سب کو امام وقت کی ہر تحریک پر اس طرح سے عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور اپنی رضا کی راہوں پر ہمیں چلائے۔ آمین (عبد المالک لاہور)

نماز جنازہ

مورخہ ۲۰؍ جنوری ۲۰۰۰ بروز جمعرات حضور انور نے لندن میں درج ذیل نماز جنازہ پڑھائی۔

جنازہ حاضر: مکرمہ کلثوم ابراہیم صاحبہ اہلیہ مکرم ابراہیم احمد صاحب (مرحوم) مرحومہ مکرم ستار ابراہیم صاحب (وانڈزورتھ جماعت) کی والدہ تھیں۔ ۸۶ سال کی عمر میں ۱۸؍ جنوری ۲۰۰۰ء کو وفات پائی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

جنازہ غائب: مکرم ڈاکٹر شمس الحق صاحب طیب (آرتھوپیڈک سرجن-الائیڈ ہسپتال فیصل آباد)

۱۷؍ جنوری کو رات ۱۰ اور ۱۱ بجے کے درمیان انہیں شہید کردیا گیا۔ واقعات کے مطابق ۱۰ بجے ہسپتال سے فارغ ہوکر نکلے اور ۱۱ بجے کے قریب انہیں ان کی کار میں اس حالت میں پایا گیا کہ ہاتھ پاؤں بندھے ہوئے تھے، سر پر گولی لگی ہوئی تھی اور آپ وفات پاچکے تھے۔ ۱۸؍ جنوری کو پہلے فیصل آباد میں ان کی نماز جنازہ ادا کی گئی اور پھر اسی دن بعد نماز مغرب مسجد مبارک ربوہ میں ان کی نماز جنازہ ادا کی گئی اور قطعہ شہداء میں دفن ہوئے۔ شہید کی عمر ۳۸ سال تھی۔ بیوہ کے علاوہ تین بچے یادگار چھوڑے۔

اعلانات دعا

اُڑیسہ کے درج ذیل احباب اعانت بدر ادا کرتے ہوئے۔ اپنی اور اہل و عیال کی دینی و دنیاوی ترقیات اور صحت و تندرستی نیز بچوں کے روشن مستقبل کیلئے احباب سے دعا کی درخواست کرتے ہیں۔

(نصیر احمد خادم نمائندہ بدر)

مکرم خالد احمد صاحب کٹک، مکرم سیّد طاہر احمد کلیم کٹک، مکرم سید گلستان احمد کٹک، مکرم سیّد طیب احمد صاحب کٹک، مکرم انصار الحق صاحب کٹک، مکرم شیخ محمود احمد صاحب کینڈراپاڑہ، مکرم یعقوب الرحمٰن صاحب، سونگھڑہ مکرم نصیر الدین احمد خان، سونگھڑہ، مکرم سید مذکر الدین صاحب سونگھڑہ، مکرم سیّد کمال الدین صاحب سونگھڑہ، مکرم میر منور علی صاحب سونگھڑہ، مکرم بشیر احمد خان صاحب سونگھڑہ، مکرم تبارک احمد خان مکندی پور، ممبرات لجنہ اماء اللہ مکندی پور، ممبران خدام و انصار مکندی پور، مکرمہ شکیلہ بیگم صاحبہ تالبر کوٹ، مکرم شیخ صادق علی صاحب۔ تالبر کوٹ، مکرمہ صدر لجنہ اماء اللہ تالبر کوٹ، ممبران خدام و انصار تالبر کوٹ۔

GUARANTED PRODUCT
NEVER BEFORE
THIS COMFORT THIS DURABILITY AND SOLIGHT
A TREAT FOR YOUR FEET
Soniky
HAWAI
NEW INDIA RUBBER WORKS (P) Ltd
34,A DEBENDRA CHANDRA DEY ROAD CALCUTTA-15

بقیہ صفحہ : (2)

پہنچانے کے مترادف قرار دیا۔ پس بعض مسلمانوں کے ایسے ہی تشدد انگیز واقعات کو قرآن یا اسلام کی طرف منسوب نہیں کیا جاسکتا۔

بانیٔ جماعت احمدیہ سیدنا حضرت اقدس مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام فرماتے ہیں۔

"کیا یہ حیرت انگیز ماجرا نہیں کہ ایک بے زر۔ بے زور بے کس اُمّی۔ یتیم۔ تنہا۔ غریب ایسے زمانہ میں کہ جس میں کہ ہر ایک قوم پوری پوری طاقت مالی اور فوجی اور علمی رکھتی تھی ایسی روشن تعلیم لایا کہ اپنی براہین قاطعہ اور حجج واضحہ سے سب کی زبان بند کر دی اور بڑے بڑے لوگوں کی جو حکیم بنے پھرتے تھے اور فیلسوف کہلاتے تھے فاش غلطیاں نکالیں اور پھر باوجود بے کسی اور غریبی کے زور بھی ایسا دکھایا کہ بادشاہوں کو تختوں سے گرادیا اور انہی تختوں پر غریبوں کو بٹھادیا اگر یہ خدائی تائید نہیں تھی تو اور کیا تھی کیا تمام دنیا پر عقل اور علم اور طاقت اور زور میں غالب آجانا بغیر تائید الٰہی کے بھی پیدا ہوا کرتا ہے۔

خیال کرنا چاہئے کہ جب آنحضرت ﷺ نے پہلے پہل مکّہ کے لوگوں میں منادی کی کہ میں نبی ہوں اس وقت ان کے ہمراہ کون تھا اور کس بادشاہ کا خزانہ اُن کے قبضہ میں آگیا تھا کہ جس پر اعتماد کر کے ساری دنیا سے مقابلہ کرنے کی ٹھہر گئی یا کونسی فوج اکٹھی کرلی تھی کہ جس پر بھروسہ کر کے تمام بادشاہوں کے حملوں سے امن ہو گیا تھا۔

ہمارے مخالف بھی جانتے ہیں کہ اس وقت آنحضرت ﷺ زمین پر اکیلے اور بے کس اور بے سامان تھے صرف اُن کے ساتھ خدا تھا جس نے ان کو ایک بڑے مطلب کیلئے پیدا کیا تھا۔"

(براہین احمدیہ حصہ دوم صفحہ ۱۲۷) باقی۔ (منیر احمد خادم)

تعزیتی قرارداد

مکرم و محترم جناب مولوی بشیر احمد صاحب دہلوی کے انتقال پر ملال پر جماعت احمدیہ کانپور اپنے غم واندوہ کا اظہار کرتی ہے۔ آپ جماعت احمدیہ کے ایک جلیل القدر عالم تھے جماعت کانپور مکرم مولوی صاحب کی ان خدمات پر جو انہوں نے اس جماعت کے لئے ایک لمبے عرصہ تک انجام دیں ہمیشہ ممنون احسان رہے گی۔

اللہ تبارک و تعالیٰ کے حضور ہم دعا گو ہیں کہ وہ اپنے فضل و کرم سے مکرم مولوی صاحب کے درجات کو بلند فرمائے اور اعلیٰ علیین میں جگہ دے۔ آمین۔

اس افسوسناک موقعہ پر جماعت احمدیہ کانپور اور خاکسار ذاتی طور پر مکرم مولوی صاحب کے صاحبزادگان اور ان کی ہمشیرہ کے غم میں برابر شریک ہیں اور دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کو صبر جمیل عطا فرمائے اور اپنے عظیم والد کی بہترین روایات قائم رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔ (امیر جماعت کانپور)

اعلان نکاح و تقریب رخصتانہ

۲ر فروری ۲۰۰۰ کو مکرم محمد اجمال الدین انصاری صاحب خادم مسجد احمدیہ جوبلی ہال حیدر آباد کی دختر کا نکاح مکرم آباد محمد ابن مکرم دین محمد صاحب ڈلہوزی ہماچل کے ساتھ 15000 حق مہر پر خاکسار نے پڑھا بعد ازاں تقریب رخصتانہ عمل میں آئی رشتہ کے بابرکت ہونے کیلئے احباب سے دعا کی درخواست ہے۔ اعانت بدر -/50 روپے۔ (سید عقیل احمد شہباز)

اعلانات دعا

اڑیسہ کے درج ذیل احباب اعانت بدر ادا کرتے ہوئے۔ اپنی اور اہل و عیال کی دینی و دنیاوی ترقیات اور صحت و تندرستی نیز بچوں کے روشن مستقبل کیلئے احباب سے دعا کی درخواست کرتے ہیں۔

(نصیر احمد خادم نمائندہ بدر)

کتیبہ خان صاحب غنچہ پاڑہ، مکرم فرض اللہ خان صاحب غنچہ پاڑہ، مکرمہ ذکرن بی بی صاحبہ غنچہ پاڑہ، مکرم چھکن خان صاحب غنچہ پاڑہ، مکرم شیخ ابراہیم صاحب غنچہ پاڑہ، مکرم رشید احمد نائب قائد کرڈہ پلی، مکرم عبد الشکور صاحب، کرڈہ پلی، مکرم صدر جماعت احمدیہ کرڈہ پلی، مکرمہ صدر لجنہ اماء اللہ کرڈہ پلی، مکرم عبد اللطیف صاحب کرڈہ پلی، مکرمہ ممتاز بیگم صاحبہ کرڈہ پلی، مکرمہ فائزہ بانو صاحبہ کرڈہ پلی، مکرم رفیق احمد صاحب کرڈہ پلی، مکرم مطیع الرحمن صاحب کرڈہ پلی، مکرم محمد اسحاق صاحب کرڈہ پلی، مکرم سامعین خان صاحب کرڈہ پلی، مکرمہ خاتون بی بی صاحبہ کرڈہ پلی، مکرم صراط مستقیم صاحب کرڈہ پلی، مکرمہ رضیہ بیگم صاحبہ پنکال۔

درخواست دعا

خاکسار نے بشارت ٹینٹ ہاؤس کے نام سے ایک دکان کھولی ہے کاروبار میں اور دین و دنیا میں ترقی عطا ہونے کیلئے دعا کی درخواست ہے۔ اعانت بدر -/50 (محمد مدار قائد مجلس خدام الاحمدیہ پالا کرتی)

بقیہ صفحہ (1)

رات انہیں منصوبوں میں لگے کہ کس طرح آنحضرت ﷺ کو قتل کر دیں۔ اور کچھ تھوڑا گروہ مکہ والوں کا کہ جو آنحضرت ﷺ پر ایمان لایا تھا وہ بھی مکہ سے ہجرت کر کے مختلف ممالک کی طرف چلے گئے۔ بعض نے حبشہ کے بادشاہ کی پناہ لے لی تھی۔ اور بعض مکہ میں ہی رہے کیونکہ وہ سفر کرنے کیلئے زادِ راہ نہیں رکھتے تھے۔ اور وہ بہت دُکھ دیئے گئے۔ قرآن شریف میں اُن کا ذکر ہے کہ کیونکر وہ دن رات فریاد کرتے تھے۔

اور جب کفار قریش کا حد سے زیادہ ظلم بڑھ گیا۔ اور انہوں نے غریب عورتوں اور یتیم بچوں کو قتل کرنا شروع کیا اور بعض عورتوں کو ایسی بے دردی سے مارا کہ اُن کی دونوں ٹانگیں دو رسوں سے باندھ کر دو اُونٹوں کے ساتھ وہ رسے خوب جکڑ دیئے۔ اور پھر اُن اُونٹوں کو دو مختلف جہات میں دوڑایا اور اس طرح پر وہ عورتیں دو ٹکڑے ہو کر مر گئیں۔

جب بے رحم کافروں کا ظلم اس حد تک پہنچ گیا خدا نے جو آخر اپنے بندوں پر رحم کرتا ہے اپنے رسول پر اپنی وحی نازل کی کہ مظلوموں کی فریاد میرے تک پہنچ گئی آج میں اجازت دیتا ہوں کہ تم بھی ان کا مقابلہ کرو اور یاد رکھو کہ جو لوگ بے گناہ لوگوں پر تلوار اُٹھاتے ہیں وہ تلوار سے ہی ہلاک کئے جائیں گے۔ مگر تم کوئی زیادتی مت کرو کہ خدا زیادتی کرنے والوں کو دوست نہیں رکھتا۔

یہ ہے حقیقت اسلام کے جہاد کی۔ جس کو نہایت ظلم سے برے پیرایہ میں بیان کیا گیا ہے۔ بیشک خدا حلیم ہے، مگر جب کسی قوم کی شرارت حد سے گذر جاتی ہے۔ تو وہ ظالم کو بے سزا نہیں چھوڑتا۔ اور آپ اُن کے لئے تباہی کے سامان پیدا کر دیتا ہے۔ میں نہیں جانتا کہ ہمارے مخالفوں نے کہاں سے اور کس سے سن لیا کہ اسلام تلوار کے زور سے پھیلا ہے۔ خدا تو قرآن شریف میں فرماتا ہے لا اکراہ فی الدین یعنی دین اسلام میں جبر نہیں تو پھر کس نے جبر کا حکم دیا۔ اور جبر کے کون سے سامان تھے۔ اور کیا وہ لوگ جو جبر سے مسلمان کئے جاتے ہیں۔ ان کا یہی صدق اور یہی ایمان ہوتا ہے کہ بغیر کسی تنخواہ پانے کے باوجود دو تین سو آدمی ہونے کے ہزاروں آدمیوں کا مقابلہ کریں۔ اور جب ہزار تک پہنچ جائیں تو کئی لاکھ دشمن کو شکست دے دیں اور دین کو دشمن کے حملہ سے بچانے کیلئے بھیڑوں بکریوں کی طرح سر کٹا دیں اور اسلام کی سچائی پر اپنے خون سے مہریں کر دیں۔ اور خدا کی توحید کے پھیلانے کے لئے ایسے عاشق ہوں کہ درویشانہ طور پر سختی اُٹھا کر افریقہ کے ریگستان تک پہنچیں۔ اور اس ملک میں اسلام کو پھیلا دیں اور پھر ہر ایک قسم کی صعوبت اُٹھا کر چین تک پہنچیں۔ نہ جنگ کے طور پر بلکہ محض درویشانہ طور پر۔ اور اس ملک میں پہنچ کر دعوت اسلام کریں جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ان کے بابرکت وعظ سے کئی کروڑ مسلمان اس زمین میں پیدا ہو جائیں اور پھر ٹاٹ پوش درویشوں کے رنگ میں ہندوستان میں آئیں۔ اور بہت سے حصہ آریہ ورت کو اسلام سے مشرف کر دیں۔ اور یورپ کی حدود تک لا الٰہ الا اللہ کی آواز پہنچا دیں۔ تم ایماناً کہو۔ کہ کیا یہ کام اُن لوگوں کا ہے جو جبراً مسلمان کئے جاتے ہیں۔ جن کا دل کافر اور زبان مومن ہوتی ہے؟

نہیں بلکہ یہ اُن لوگوں کے کام ہیں جن کے دل نور ایمان سے بھر جاتے ہیں اور جن کے دلوں میں خدا ہی خدا ہوتا ہے۔

(پیغام صلح صفحہ 29-24 مطبوعہ 1996 قادیان)

بقیہ صفحہ : (8)

کا ایک حق مجروح ہوگا۔ آپ نے الگ ایک قبہ یا صخرہ پر نماز پڑھی اور وہیں بعد میں یہ مسجد تعمیر ہوئی۔

آغاز اسلام میں تو مساجد بہت سادہ ہوا کرتی تھیں، لیکن رفتہ رفتہ فتوحات اور مالی وسعت کے ساتھ ساتھ بڑی عالی شان مساجد بھی تعمیر کی گئیں اور یوں اسلامی فن تعمیر میں بھی حیرت انگیز ترقی ہوئی مسجد نبوی کی تعمیر و ترقی کے علاوہ دمشق کی جامع مسجد اموی، ہسپانیہ میں مسجد قرطبہ، ہندوستان میں دلی کی موتی مسجد اور شاہی مسجد اور پاکستان میں لاہور کی شاہی مسجد اس فن تعمیر کے عمدہ شاہکار ہیں۔

خلفاء راشدین کے بعد کے زمانہ میں بھی مسلمان حکمرانوں نے مسجد کی حیثیت بطور ایک سرکاری ادارہ کے قائم رکھی چنانچہ مسجد مسلمانوں کی چھاؤنی کے وسط میں تعمیر کی جاتی تھی اور حاکم وقت کی رہائش گاہ کے بالکل قریب ہوتی تھی۔ چنانچہ دوسری صدی ہجری میں قاہرہ میں سب سے بڑی مسجد جامع العسکر تعمیر ہو رہی تھی تو اس کے پہلو میں دار الامراء بھی تعمیر ہوا جس میں مسجد میں آنے جانے کیلئے براہِ راست راستہ رکھا گیا تھا۔ خلیفہ سلیمان بن عبد الملک نے بھی رملہ میں اپنا محل مسجد کے سامنے تعمیر کروایا تھا۔ سلطان صلاح الدین نے اپنے لئے ایک منظرہ مسجد عمرو بن العاص کے بڑے مینار کے نیچے بنوایا تھا جس سے وہ مسجد کا نظارہ کر سکے۔

مسجد کے ساتھ منبر و محراب بھی لازم و ملزوم ہیں اسلام کے ابتدائی زمانہ سے ہی اسلامی منبر وعظ و نصیحت، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر اور معاشرہ میں اعلیٰ قدروں کیلئے مختص تھا۔ اس لحاظ سے تعمیر معاشرہ، منبر رسول کے بعد اس کی پیروی کرنے والے متقی علماء و خطباء نے بھی مسلمانوں کی علمی و اخلاقی ترقی میں ایک عظیم الشان کردار ہر زمانہ میں ادا کیا ہے۔

جنگوں وغیرہ کی ہنگامی صورتحال میں جہاد اور لشکر کی تیاری کی ہدایت بھی اس منبر کے ذریعے پہنچائی جاتی تھیں۔ بعد کے مسلمان حکمرانوں نے بھی یہ طریق جاری رکھا بلکہ ان کی مجالس شوریٰ وغیرہ بھی مسجد میں منعقد ہوتی تھیں۔ مساجد میں خطبہ اور نماز کے دوران مسلمانوں کی فتح کیلئے دعا مانگنے کا دستور بھی آغاز سے ہی جاری ہے۔ (باقی)

REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF NEWS PAPER FOR INDIA AT NO-R.N61/57

Subscription
Annual Rs/-150
Foreign
By Air : 20 Pound or 40$ U.S.A
: 60 Mark German
By Sea : 10 Pound or 20$ U.S.A

The Weekly BADR

Qadian 143516, Distt. Gurdaspur Punjab ((INDIA)

Vol - 49 Thursday, 2th March 2000 Issue No: 9

☎ (091) 01872-70757
01872-71702
FAX:(091) 01872-70105

وقفِ جدید کا سال نو اور ہماری ذمہ داریاں

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خطبہ جمعہ مورخہ ۷؍جنوری ۲۰۰۰ء میں وقفِ جدید کے نئے سال کے آغاز کا اعلان فرمادیا ہے جیسا کہ احباب جماعت نے حضور انور کا خطبہ جمعہ بذریعہ M.T.A. بھی سماعت فرمالیا ہے۔

حضور اقدس نے فرمایا وقف جدید کا آغاز ۲۷؍دسمبر ۱۹۵۷ء کو جلسہ سالانہ کے موقعہ پر حضرت مصلح موعودؓ نے فرمایا تھا۔ اللہ تعالیٰ کا غیر معمولی احسان ہے کہ وقفِ جدید سے مجھے بچپن سے ہی ایک نسبت رہی ہے جو اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس تحریک کیلئے بھی برکت کا موجب بنی ہوئی ہے اس سال یکم جنوری ۲۰۰۰ء میں اس تحریک کا ۴۳واں سال شروع ہوگیا ہے۔ ۱۹۶۶ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمۃ اللہ علیہ نے وقف جدید کے دفتر اطفال کا اجراء فرمایا تاکہ بچپن ہی سے دلوں میں اس تحریک میں شمولیت کا احساس پیدا ہو اور بڑھتا چلا جائے۔

حضور انور نے اپنے خطبہ جمعہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس اقتباس کا ذکر فرمایا کہ:

"اے عقل مند و خدا کے راضی کرنے کا یہ وقت ہے جو پھر نہیں ملے گا۔ خدا کی راہ میں صدق دل سے خدمت کیلئے حاضر ہو جانا ایک ایسا مبارک امر ہے جو در حقیقت تمام مشکلات اور آفات کا علاج ہے پس جس کو یقین ہے کہ خدا بر حق ہے اور دین و دنیا میں اس کی حاجت ہے اُس کو چاہئے کہ اس مبارک موقع کو ہاتھ سے نہ جانے دے اور بخل کے دق میں مبتلا ہو کر اس ثواب سے محروم نہ رہے"۔

آپ احباب نے حضور کے خطبہ سے وقف جدید کے اہمیت کا اندازہ لگالیا ہوگا۔ آپ بخوبی جانتے ہیں کہ ہندوستان میں وقف جدید کے ذریعہ ہزاروں والاکھوں بیعتیں ہو رہی ہیں۔ جہاں بیعتیں ہونگی وہاں معلمین کی ضرورت ہوگی معلمین کی تعداد بڑھنے سے ہر سال وقف جدید کا بجٹ بھی بڑھے گا ہم سب جب تک اس تحریک میں بڑھ کر حصہ نہیں لیں گے اور اپنے بچوں کو شامل نہیں کریں گے تب تک یہ کام پورا نہیں ہو سکتا۔ وصولی کے سلسلہ میں ہندوستان کو نمبر ایک میں ہونا چاہئے تھا جبکہ امسال ہندوستان نمبر ۶ میں رہا۔

تمام احباب جماعت سے گذارش ہے کہ وقف جدید میں زیادہ سے زیادہ قربانیاں پیش کریں نہ صرف اپنی طرف سے بلکہ اپنے خاندان کے ہر فرد کی طرف سے نئے سال کے وعدہ جات لکھوائیں تاکہ ہندوستان آئندہ سال ساری دنیا میں اوّل پوزیشن حاصل کر کے حضور کی خصوصی دُعاؤں کا مستحق ہو۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔ نمائندگان اور انسپکٹران وقف جدید ہندوستان کی جماعتوں کے دورہ پر جارہے ہیں ان کے ساتھ احباب جماعت ہائے بھارت سے تعاون کی درخواست ہے۔

(ناظم وقفِ جدید انجمن احمدیہ قادیان)

سال ۲۰۰۰ء میں تبلیغی و تربیتی جلسوں کا پروگرام

احباب جماعت اور مبلغین و معلمین کی آگاہی کیلئے اعلان کیا جاتا ہے کہ دوران سال ۲۰۰۰ء میں درج ذیل تاریخوں میں تبلیغی و تربیتی جلسوں کا پروگرام مرتب کیا گیا ہے۔

سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے کم از کم چار جلسے دوران سال منعقد کئے جائیں۔ سہولت کے مطابق تاریخوں میں تبدیلی کی جاسکتی ہے۔

۱- جلسہ یوم مصلح موعود ۲۰؍فروری (تبلیغ) ۲۰۰۰ء
۲- جلسہ یوم مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ۲۳؍مارچ (امان) ۲۰۰۰ء
۳- جلسہ سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم ۳۰؍اپریل (شہادت) ۲۰۰۰ء
۴- جلسہ یوم خلافت ۲۷؍مئی (ہجرت) ۲۰۰۰ء
۵- جلسہ سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم ۱۵؍جون (احسان) ۲۰۰۰ء
۶- ہفتہ قرآن کریم یکم تا ۷؍جولائی (وفا) ۲۰۰۰ء
۷- جلسہ سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم ۲۷؍اگست (ظہور) ۲۰۰۰ء
۸- جلسہ پیشوایان مذاہب ۲۴؍ستمبر (تبوک) ۲۰۰۰ء
۹- جلسہ سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم ۲۹؍اکتوبر (اخاء) ۲۰۰۰ء
۱۰- یوم تبلیغ سال میں کم از کم دو مرتبہ ماہ جون و ماہ نومبر میں ایک صوبائی سطح پر ایک ملکی سطح پر۔

(ناظر دعوت و تبلیغ قادیان)

غزل

ذھن و فکر کی ضیا چاہتا ہوں
خدا سے یہی اِک دُعا چاہتا ہوں

قبول واجابت کی منزل جو پالے
عِبادت میں میں وہ مزا چاہتا ہوں

سعادت کی خو بھی پیاری اُسے ہے
خلوص و وفا بھی اَدا چاہتا ہوں

غفلت کی نیندوں میں جو سوگئے ہیں
جگا دے وہ محشر بپا چاہتا ہوں

بیتے وفاؤں میں یہ زندگانی
وفاؤں ہی میں میں فنا چاہتا ہوں

سدا ہوں مؤدب خیالات میرے
اگر بے اَدب ہوں سزا چاہتا ہوں

کڑی سے کڑی آزمائش اگر ہو
ربانی میں رب کی رضا چاہتا ہوں

(بشریٰ ربانی ایم-اے لاہور)

احمدیہ مشن لون (ہریانہ) میں ایم-ایل-اے حلقہ کی تشریف آوری

مورخہ ۱۰؍جنوری کو جماعت احمدیہ لون (ہریانہ) کے تعمیر شدہ مشن و مسجد میں علاقہ کے ایم-ایل-اے جناب رندیپ سنگھ سُرجے والا تشریف لائے۔ آپ کے اعزاز میں مقامی احباب جماعت کی طرف سے استقبالیہ پارٹی کا اہتمام کیا گیا۔ اور اس موقعہ پر خاکسار نے موصوف کی خدمت میں ترجمہ قرآن مجید ہندی تحفۃً پیش کیا۔ موصوف نے اس موقعہ پر جماعت کی خدمات کو سراہا اور احباب جماعت کا شکریہ ادا کیا۔ (منیر احمد خان مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ مقیم لون)

خصوصی تعاون اور دُعا کی درخواست

محترمہ گلریز بانو صاحبہ اہلیہ مکرم محمد فرید صاحب سولیجہ آف کانپور اپنے مرحوم والد مکرم محمد احمد صاحب سولیجہ کی طرف سے ایک سال کیلئے بیس تبلیغی پرچوں کی رقم مبلغ تین ہزار روپئے جمع کروا کر مرحوم کے درجات کی بلندی اپنی والدہ مرحومہ کی صحت و سلامتی نیز اپنے شوہر اور بچوں اور خود اپنی دینی دنیوی ترقیات اور حصول رضائے الٰہی کیلئے دُعا کی درخواست کرتی ہیں۔ (ظہیر احمد خادم مینجر ہفت روزہ بدر قادیان)

علم الابدان کی دُنیا کا ایک عظیم شاھکار

ہومیو پیتھی یعنی علاج بالمثل

حضرت مرزا طاہر احمد صاحب امام جماعت احمدیہ عالمگیر کے مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ پر دئے گئے لیکچروں کا مجموعہ (صفحات 902)

ملنے کا پتہ.........

نظارت نشر و اشاعت قادیان ضلع گورداسپور پنجاب (بھارت)

ٹیلی فون نمبر: 01872-70749 فیکس: 01872-70105